عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۱ شمارہ نمبر ۱۲

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

- وہ جن کی للکار نے برٹش گورنمنٹ کے ایوانوں میں زلزلہ برپا کر دیا۔
- وہ جنہیں خود انگریز نے برصغیر میں اپنا بدترین دشمن قرار دیا۔
- وہ جن کی زبان نے مرزائیت پر الفاظ نہیں شہاب ثاقب برسائے۔
- وہ جن کیلئے علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے کہا "مرزا قادیانی کیخلاف انکی ایک تقریر وہ کام کرتی ہے جو ہماری پوری تصنیف نہیں کر سکتی"۔
- وہ جن کی وفات کی خبر سن کر انکے شیخ پھوٹ پھوٹ کر روئے۔

وہ کون اور کیا تھے؟

اس کا جواب پانے کیلئے آپ کو پرچے کا دروازہ کھول کر اندر جانا ہوگا

قادیانیت علامہ سر محمد اقبال کی نظر میں

ان لوگوں کیلئے ایک شافی تحریر جو اقبال اور قادیانیت کے حوالے سے قادیانی پروپیگنڈے کی بنا پر اضطراب کا شکار ہیں

پاکستان میں قادیانیوں کا ریاست در ریاست منصوبہ

اور حکومت کی خاموشی

آئین شکن حکومت کا ایک اور کارنامہ

اسٹار ٹیلی ویژن کے ذریعے پاکستان میں مرزا طاہر کا خطاب

توہین رسالت کے مرتکبوں کیلئے یہ سہولت کیوں ہے

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نصائح

حافظ مشتاق احمد عباسی کراچی

اولیاء اللہ کے قطب حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ اور ان کی ذات مرجع خلائق ہر زمانے میں بنی رہی وہ صاحب قال نہ تھے بلکہ وہ صاحب عمل و حال تھے، وہ ہمیشہ ذات الٰہی سے وابستہ رہے وہ نہ بادشاہوں کے سامنے جھکے نہ ظالموں سے خوف زدہ ہوئے، نہ دنیا کی فکر تھی نہ دنیا کے عہدوں و مراتب کی۔ فرماتے ہیں اپنے قلوب کی اصلاح کرلو کیونکہ قلوب (دل) ایسی چیز ہیں کہ جب وہ سنور جاتا ہے تو سارے حالات سنور جاتے ہیں۔ اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ سنور جاتا ہے تو اس کی وجہ سے سارا بدن سنور جاتا ہے اور جب وہی بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے اور وہ دل ہے۔

دل کا سنورنا پرہیزگاری، اور اللہ پر توکل، اس کی توحید اور اعمال میں اخلاص پیدا کرنے سے ہے اور اس کا بگڑنا ان خصلتوں کے نہ ہونے سے ہے۔ دل گویا پنجرے میں پرندہ ہے۔ یا جیسے ڈبیا میں موتی ہو، یا جیسے صندوق میں مال ہو، تو اصل مقصود پرندہ ہے نہ کہ پنجرہ، اصل موتی ہے نہ کہ ڈبیا، اصل مقصود قابل قدر مال ہے نہ کہ صندوق۔

اگر تو اللہ کو محبوب سمجھتا ہے تو عمل بھی خالص اسی کے لئے کر، اور صرف اسی سے ڈرتا رہ اس کے علاوہ کسی سے نہ ڈر۔ اللہ کے تصرفات میں مت زبان چلا، یہ نصیحت دل سے تعلق رکھتی ہے نہ کہ زبان کی بک بک سے اور ریا اخلاص خلوت سے پیدا ہوتا ہے (عموماً) نہ کہ جلوت سے۔ جب توحید گھر کے دروازے پر ہو اور شرک گھر کے اندر ہو تو یہی نفاق ہے (یعنی زبان پر توحید اور دل میں شرک رچا بسا ہو تو یہ منافقت ہے) افسوس تجھ پر کہ تیری زبان تقویٰ اور پرہیزگاری کے بول بولتی ہے اور تیرا دل فسق و فجور میں مبتلا ہے، تیری زبان شکر کرتی ہے اور تیرا دل روگردانی کرتا ہے۔

دعوت توحید

حضرت سید جیلانیؒ کی زندگی توحید کی اور رد شرک و بدعات میں گزری کاش اللہ کے نام لیوا اللہ کے نام پر کھانے والے بھی ان کی اتباع کریں۔ فرماتے ہیں۔ "خالص اللہ کی عبادت کر مخلوق کو خدا کے ساتھ شریک کرنا چھوڑ دے اور حق تعالیٰ شانہ کو واحد و یکتا سمجھ، وہی تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے، تمام اشیاء اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ اے غیر اللہ سے کسی چیز کے مانگنے والے تم بے وقوف ہو! کیا کوئی ایسی بھی چیز ہے جو اللہ کے خزانوں میں نہ ہو۔ قرآن پاک میں اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں "کوئی بھی چیز ایسی نہیں مگر ہمارے پاس اس کے خزانے ہیں" (یعنی ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے موجود ہیں)

اے اللہ کی نعمتوں میں کروٹیں لینے والو! تمہاری شکرگزاری کہاں گئی؟

اے وہ شخص جو اللہ کی نعمتوں کو غیر اللہ کی طرف سے سمجھتا ہے (تجھے کیا ہو گیا) کہ کبھی تو تم اس کی نعمتوں کو غیر کی طرف سے سمجھتے ہو اور کبھی اپنے آپ کو ان کا مستحق سمجھ کر اس کے انتظار میں رہتے ہو کہ وہ تمہارے پاس نہیں اور کبھی ان نعمتوں کے حاصل ہونے پر اس کی نافرمانیوں میں لگ جاتے ہو۔

تیرا یہ فکر نہیں ہونا چاہئے کہ کیا کھائے گا کیا پیئے گا، کیا پہنے گا، کس سے نکاح کرے گا، کہاں آرام کرے گا اور کیا جمع کرے گا؟ یہ تو سب نفس اور طبیعت کا فکر ہے، دل اور باطن کا فکر کہاں گیا یعنی حق تعالیٰ شانہ کی رضا کی طلب کا فکر کہاں ہے؟ تیرا فکر وہی ہے جس میں تو الجھا ہوا اور غمگین ہے۔ پس مناسب ہے کہ تیرا فکر مرضی رب ہو اور وہی چیز جو حق سبحانہ کے پاس ہے۔ دنیا کا بدل آخرت موجود ہے اور مخلوق کا بدل خالق موجود ہے۔ پس اس دنیا میں تو جس چیز کو چھوڑے گا آخرت میں اس کا بہترین بدلہ پائے گا۔ یوں سمجھ کہ تیری زندگانی میں آخر یہی دن باقی رہ گیا۔ آخرت کے لئے تیار ہو جا اور ملک الموت کا منتظر بن جا۔

دعا

حضرت سید جیلانیؒ دعا فرماتے ہیں اور دعا میں وہ دنیا کے عیش و عشرت نہیں بلکہ اطاعت و فرمانبرداری کی دعا فرماتے ہیں ہمیں بھی ایسی دعا مانگنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ اے میرے اللہ ہمارے اعضا کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری میں مشغول فرما اور ہمارے قلوب کو ذکر میں مشغول فرما اور ہمیں زندگی کے یہ دن و رات اسی طرح گزارنے کا نصیب فرما اور ہمیں سلف صالحین کے ساتھ شامل فرما اور جو کچھ ان کو نصیب فرمایا تھا ہمیں بھی نصیب فرما اور جیسے آپ کا ان کے ساتھ معاملہ تھا ہمارے ساتھ بھی اسی طرح معاملہ فرما۔ آمین۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

جلد نمبر ۱۱	۲۱ تا ۲۷ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ بمطابق ۲۱ تا ۲۷ اگست ۱۹۹۲ء	شمارہ نمبر ۱۲

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱. شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نصائح ــــــ ۲
۲. نغمہ پاکستان (نظم) ــــــ ۴
۳. ریاست در ریاست قادیانی منصوبہ (اداریہ) ــــــ ۵
۴. مقام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ــــــ ۷
۵. امام ابوحنیفہؒ ــــــ ۸
۶. سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ ــــــ ۹
۷. راہ خدا میں خرچ کا اجر ــــــ ۱۴
۸. طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ــــــ ۱۶
۹. پریس کانفرنس ــــــ ۱۷
۱۰. صحابہ کرامؓ کے واقعات ــــــ ۱۸
۱۱. چلتے چلتے ــــــ ۲۱
۱۲. قادیانیت اور اقبالؒ ــــــ ۲۲
۱۳. برمنگھم لندن میں ختم نبوت کانفرنس ــــــ ۲۵

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر

مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر

محمد انور

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان
فون نمبر: 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K
PH: 071-737-8199.

چندہ اندرون ملک

سالانہ ــــــ ۱۵۰ روپے
ششماہی ــــــ ۷۵ روپے
سہ ماہی ــــــ ۴۵ روپے
فی پرچہ ــــــ ۳ روپے

چندہ بیرون ملک

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک ۴۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان ارسال کریں

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن باوا ـ طابع: سید شاہد حسن ـ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ـ مقام اشاعت: ۳ ، جزیرہ لائن کراچی

نغمہ پاکستان

مبارک بقاپوری

انصاف کا ڈنکا بجے گا اپنے پاکستان میں
اسلام کا سکہ چلے گا اپنے پاکستان میں

عشقِ نبی کی مے سے اب تو مست ہو کے ہر کوئی
اسمِ محمد ہی بجے گا اپنے پاکستان میں

فضلِ الٰہی سے مٹیں گے یاں سے سارے ازم ہی
بس مصطفیٰ کا دیں رہے گا اپنے پاکستان میں

یہ قوم اپنائے گی ہر دم راستی کو اس طرح
شر کا نشاں مت مل سکے گا اپنے پاکستان میں

گر کر دے پاکستانیوں کو کوئی آ کے متحد
گھی کا دیا ہر دم جلے گا اپنے پاکستان میں

نقشِ قدم پر مصطفیٰ کے یاں اگر رہبر چلیں
باغِ جناں ہر گھر بنے گا اپنے پاکستان میں

ہوگی مبارکؔ اس پہ تو قربان اپنی جان بھی
شاہی دلوں پر جو کرے گا اپنے پاکستان میں

ریاست در ریاست قادیانی منصوبہ

ربوہ کے بارے میں یہ بات کسی سے مخفی نہیں کہ انگریز نے کوڑیوں کے بھاؤ اس کی زمین قادیانی جماعت کو لیز پہ دی تھی جس کا مقصد الگ سٹیٹ کا بام تھا۔ ابھی حال ہی میں وزیر اعظم جناب میاں محمد نواز شریف نے ایک بیان میں کہا تھا کہ :۔

"کسی کو ریاست کے اندر ریاست بنانے کی ہرگز اجازت نہیں دی جا سکتی"

گو یہ بیان انہوں نے ایم کیو ایم کے بارے میں دیا ہے لیکن ہم اس مسئلہ پر اظہار خیال مناسب نہیں سمجھتے نہ پہلے کبھی ہم نے اس موضوع پر اظہار خیال کیا ہے یہ حکومت اور ایم کیو ایم کا مسئلہ ہے۔ البتہ ہم اتنا ضرور کہیں گے کہ حکومت اور وزیر اعظم صاحب قادیانیوں کی پالیسی پہ بھی غور کر لیا کریں کہ وہ کس ڈگر پر چل رہی ہے، ان کے عزائم کیا ہیں اور وہ کیا منصوبہ رکھتے ہیں۔

بظاہر قادیانیوں نے مذہب کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے لیکن ان کا پروگرام سیاسی ہے۔ اس پروگرام میں پاکستان کو توڑنے کے علاوہ پوری دنیا پر حکمرانی قائم کرنا ہے حال ہی میں قادیانیوں کا جو سالانہ جلسہ بھارت قادیان میں ہوا تھا اس میں مرزا طاہر نے اپنی پاکستان کی جماعت کو تلقین کرتے ہوئے کہا تھا،

"کہ اگر وہ (پاکستان میں) ایک کروڑ مسلمانوں کو قادیانی بنانے میں کامیاب ہو جائے تو وہ قادیان میں دوسری اقوام متحدہ کی بنیاد رکھنے کی پوزیشن میں ہوں گے۔ اپنے لیڈر کی اس خواہش یا ناپاک ارادہ کو پورا کرنے کیلئے قادیانی ملک بھر میں سرگرم عمل ہیں"

(ہفت روزہ مون ٹائمز لاہور ۲۰، ۲۷ جون ۱۹۹۲ء)

مرزا طاہر تو قادیان میں اقوام متحدہ کی بنیاد رکھنے کے منصوبے بنا رہا ہے جبکہ اس کے باپ آنجہانی مرزا محمود نے کہا تھا کہ :۔

"نہیں معلوم کب ہمیں خدا کی طرف سے دنیا کا چارج سپرد کیا جاتا ہے۔ ہمیں اپنی طرف سے تیار ہونا چاہئیے کہ دنیا کو سنبھال سکیں"

(الفضل ۲۷ جون ۱۹۴۰ء)

ہمارا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ قادیانیوں کا پروگرام یہ ہے کہ ہمیں پوری دنیا کی حکمرانی مل جائے اس لئے آنجہانی مرزا محمود اپنے پیروکاروں کو تیار رہنے کی تلقین کرتا رہا۔ لیکن یہ محض خوش فہمی اور اپنے پیروکاروں کے حوصلہ کو بلند کرنے والی بات تھی نہ قادیانیوں کو پوری دنیا کی حکومت مل سکتی ہے اور نہ ہی اقوام متحدہ بنا سکتے ہیں۔ البتہ ان کا یہ منصوبہ ضرور ہے کہ جس طرح یہودیوں کو ایک جگہ اسرائیل کے نام سے دی گئی ہے اسی طرح انہیں مرزائیل کے نام سے ایک جگہ مل جائے اور وہ یا تو ربوہ ہے یا قادیان اور اس کے نواحی علاقے یا یوں سمجھ لیجئے کہ مشرقی پنجاب۔

مرزا طاہر کے فرار سے پہلے "مرزائیل" کے قیام کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ ربوہ سے ایک سڑک ساہیوال ضلع سرگودھا کو جاتی ہے جو جھنگ جانے والی سڑک میں جا کر مل جاتی ہے۔ قادیانیوں نے ساہیوال جانے والی سڑک پر زمینیں خریدنا شروع کر دیں یہاں تک کہ زمینوں کی چار گنا زیادہ قیمت ادا کی ان زمینوں پر مکانات کی تعمیر کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ کہتے ہیں کہ ربوہ سے ساہیوال اور ساہیوال سے جھنگ تک کا پورا علاقہ دھیرے دھیرے خریدنا

چاہتے تھے تاکہ اس علاقہ میں "مرزائیل" کا قیام عمل میں لایا جاسکے۔ لیکن یہ بیل اس لئے منڈھے نہ چڑھ سکی کہ مرزا طاہر کو پاکستان چھوڑ کر بھاگنا پڑا اور اب اس کا یہاں آنا بہت ہی مشکل نظر آتا ہے۔

آنجہانی مرزا محمود نے ربوہ کے بارے میں ایک پریس کانفرنس میں کہا تھا "اگرچہ موجودہ حالات میں یہ زمین اپنے اندر کوئی کشش نہیں رکھتی لیکن ہم اسے ایک خوبصورت شہر میں تبدیل کر دیں گے جو فوجی نقطہ نظر سے محفوظ ترین مقام ہوگا" یعنی وہ ہر حال میں ربوہ کو ایک ایسی سٹیٹ بنانا چاہتے تھے جس طرح عربوں میں اسرائیل قائم کیا گیا ہے۔

قادیانیوں نے مختلف محکمے بھی قائم کر لئے تھے جو حکومتی طرز کے ہیں مثلاً صدر کے مقابلہ میں امیر المومنین یا خلیفہ وزیر اعظم کے مقابلہ میں نظارت اعلیٰ وغیرہ اس کا کچھ تذکرہ جسٹس منیر انکوائری رپورٹ میں بھی کیا گیا ہے جسٹس منیر لکھتا ہے:-

"احمدیوں کا ایک منظم طبقہ ہے جس کا ہیڈ کوارٹر ایک ایسے قصبے میں ہے جو اس نے صرف اپنے لئے مخصوص کر رکھا ہے اس کی مرکزی تنظیم مختلف محکموں پر مشتمل ہے مثلاً محکمہ امور خارجہ، محکمہ امور داخلہ، محکمہ امور عامہ، محکمہ اطلاعات و نشریات وغیرہ اس قسم کے محکمے صرف ایک باقاعدہ حکومت کے سیکرٹریٹ میں ہی پائے جاتے ہیں ان کے پاس والنٹیرز کا بھی جتھہ ہے جسے خدام دین (خدام الاحمدیہ) کہا جاتا ہے اور فرقان بٹالین پر مشتمل ہے یہ ہی بٹالین تھی جو کشمیر میں خالص احمدیوں پر مشتمل تھی۔

(منیر انکوائری رپورٹ صفحہ ۱۹۸)

گو مرزا طاہر پاکستان سے بھاگ کر لندن بیٹھا ہوا ہے تاہم جو محکمہ جات اس کی موجودگی میں قائم تھے آج بھی اسی طرح موجود ہیں نہ تو انہیں ختم کیا گیا اور نہ ہی ان کے نام تبدیل کئے گئے۔ حکم اب بھی مرزا طاہر ہی کا چلتا ہے۔ شاید وہ اس امید میں ہے کہ میں دوبارہ پاکستان جاؤں گا اس سلسلہ میں اس کی امیدوں کے مرکز وہ افسران ہیں جو سول اور فوج میں اہم اور کلیدی عہدوں پر فائز ہیں یہی وہ افسران ہیں جن کے بارے میں پورے یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ملک کے وفادار نہیں ہیں بلکہ اپنی جماعت کے وفادار ہیں یہ صدر اسحاق، میاں محمد نواز شریف اور جنرل آصف نواز کے وفادار نہیں مرزا طاہر کے وفادار ہیں اس کی ہدایت پر عمل کرنا ان کا جزو ایمان ہے۔

ہمیں ان سے یہ خطرہ ہے کہ:-

۱۔ یہ سرے سے پاکستان کو ہی توڑ ڈالیں ان کی سازشوں اور خفیہ منصوبوں سے آدھا پاکستان پہلے ہی ٹوٹ چکا ہے باقی ماندہ جو پاکستان ہے اس کے لئے آنجہانی مرزا محمود کی پیشگوئی کی روشنی میں کوششیں جاری ہیں۔ اگر خدانخواستہ باقی ماندہ پاکستان ٹوٹتا ہے تو۔

۲۔ اسرائیل کی طرح "مرزائیل" جسے مشہور ادیب و صحافی جناب آغا شورش کاشمیری مرحوم نے "عجمی اسرائیل" کا نام دیا تھا اس کے قیام میں حائل تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔

ہمارے خیال میں قادیانیوں کی پہلی کوشش تو یہی ہے کہ پاکستان کے اندر ایک مرزائی ریاست قائم ہو لیکن اگر اس میں کامیابی نہ ہوئی تو پھر ان کی توجہ قادیان کی طرف ہوگی۔ مرزا طاہر کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مخمصے میں ہیں اور اس مسئلہ پر غور کر رہے ہیں کہ قادیانی ریاست پاکستان میں قائم کی جائے یا بھارت میں ——— بھارت میں قادیانیوں کا جو سالانہ جلسہ ہوا ہے اور اس میں مرزا طاہر نے جو بیان دیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پاکستان کے غیور عوام کی وجہ سے پاکستان سے مایوس اور بد دل ہو چکا ہے اور اس کی توجہ قادیان کی طرف ہے صورت حال خواہ کچھ ہو حکومت کو چوکنا رہنا چاہئیے اور قادیانیوں کو پاکستان کے اندر "ریاست در ریاست" قائم کرنے یا ایسا کوئی منصوبہ بنانے کا فوری قلع قمع کر دینا چاہئیے۔

اس کے لئے سب سے ضروری اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ فوج یا سول میں جو قادیانی افسر اہم پوسٹوں پر متعین ہیں انہیں فوراً ہٹا دینا چاہئیے۔ ہمیں پوری امید ہے کہ محترم جناب میاں محمد نواز شریف صاحب وزیر اعظم پاکستان صرف یہ بیان دینے پر ہی اکتفا نہ کریں گے کہ کسی کو پاکستان کے اندر ریاست در ریاست قائم کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی بلکہ اس کے لئے عملی قدم بھی اٹھائیں گے۔

مقامِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات کی روشنی میں

ترتیب: ماسٹر محمد عمر، خان گڑھ

آپ یہ یقین رکھیں کہ بدعتی کی صحبت کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے اور تمام فرقوں میں سب سے زیادہ بدترین گروہ وہ ہے جو اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض رکھتا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید (سورہ فتح) میں ایسے لوگوں کو (صحابہؓ سے بغض رکھنے والوں کو) کفار قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا ہے **لیغیظ بھم الکفار**۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے قرآن و حدیث کی تبلیغ کی ہے اگر یہ مقدس نفوس مطعون ہوں گے تو قرآن و شریعت پر طعن لازم آئے گا۔ قرآن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ایک قرأت پر) جمع کیا ہے اگر حضرت عثمانؓ قابل طعن ہیں تو قرآن مطعون ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے زندیقوں کے اعتقاد سے محفوظ رکھے۔

—

اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ ایک صحابیؓ کا انکار تمام صحابہؓ کے انکار کے مترادف ہے اس لئے صحابہؓ سب کے سب صحبت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت میں مشترک ہیں اور فضیلت صحبت (نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) تمام فضائل و کمالات سے بالاتر ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت اویس قرنیؒ جو کہ خیر التابعین ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ صحابی کے مرتبے کو بھی نہیں پہنچ سکے۔ پس کسی چیز کو بھی فضیلت صحبت نبوی کے مساوی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا ایمان صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور نزول وحی کے مشاہدے کی برکت سے شہودی ہو گیا تھا۔ ایمان کے اس درجے سے صحابہ کرامؓ کے بعد کوئی بھی مشرف نہیں ہوا۔ رہے اعمال سو وہ ایمان کے ثمرات و نتائج ہیں جتنا ایمان کامل ہوگا اعمال میں بھی کمال ہوگا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کے علاوہ سب سے افضل ہیں چاہے وہ اویس قرنیؒ یا عمر بن عبدالعزیزؒ ہی کیوں نہ ہوں۔ حالانکہ یہ دونوں بزرگ نہایت درجات و غایات کمالات کو پہنچے ہوئے تھے۔ مگر صحبت نبوی سے تو مشرف نہ تھے۔ بے شک صحبت نبوی کی برکت سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خطائے اجتہادی اویس قرنیؒ اور عمر بن عبدالعزیزؒ کے صواب سے بہتر ہے۔

بے شک قرب ابدان کو قرب قلوب میں تاثیر عظیم حاصل ہے۔ اسی وجہ سے کوئی ولی مرتبہ صحابی کو نہیں پہنچا۔ جناب اویس قرنیؒ اپنی رفعت شان کے باوجود چونکہ شرف صحبت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف نہ تھے اس لئے ادنیٰ صحابی کے مرتبے کو بھی نہیں پہنچے۔ ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مبارک سے دریافت کیا کہ حضرت امیر معاویہؓ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیزؒ؟ انہوں نے جواب میں فرمایا "وہ غبار جو حضرت معاویہؓ کے گھوڑے کی ناک میں اس وقت گیا جس وقت حضرت امیر معاویہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں مصروف تھے وہ عمر بن عبدالعزیزؒ سے کہیں زیادہ بہتر ہے"

فرقہ ناجیہ وہ فرقہ ہے جو طریق اصحاب پیغمبر پر ہو۔ پیغمبر صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "فرقہ ناجیہ وہ ہے جو اس طریقے پر ہو جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں" یہ فرما دینا بظاہر کافی ہوتا ہے کہ "جس طریقہ پر میں ہوں" مگر اصحاب کا ذکر بھی اپنے ساتھ فرمایا اس کی وجہ یہ قرار دی جا سکتی ہے کہ سب جان لیں کہ میرا طریقہ وہی ہے جو میرے اصحابؓ کا ہے۔ لہٰذا طریق نجات صحابہ کرام کی اتباع کے ساتھ متعلق ہوگا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **من یطع الرسول فقد اطاع اللہ** (جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی) معلوم ہوا اطاعت رسول عین اطاعت حق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے خلاف جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ جو لوگ اطاعت خدا کو اطاعت رسول کے منافی و مخالف تصور کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے کفر کی اطلاع قرآن حکیم میں اس طرح دیتا ہے۔ **ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا، اولئک ھم الکفرون حقا** (وہ لوگ چاہتے ہیں تفرقہ کریں اللہ کے درمیان اور اس کے پیغمبروں کے درمیان (اطاعت کے معاملے میں) وہ کہتے ہیں ہم ایمان لاتے ہیں بعض پیغمبروں پر اور بعض کا ہم انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کوئی درمیانی راستہ (من مانا) نکال لیں وہ یقیناً کافر ہیں) اسی طرح اتباع سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرنا اور ساتھ ہی اتباع اصحاب پیغمبرؐ کی مخالفت کرنا یہ باطل دعویٰ ہے بلکہ رسولؐ کی نافرمانی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں وہ فرقہ جس نے اتباع صحابہؓ رسولؐ کو لازم قرار دیا وہ فرقہ اہلسنت والجماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کامیاب کرے۔

جو لوگ اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرتے ہیں جیسے شیعہ و خوارج وہ خود اصحاب پیغمبر کی اتباع سے محروم ہیں۔ صحابہؓ پر طعن کرنا درحقیقت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرنا ہے جس نے رسولؐ کے صحابہؓ پر طعن کیا وہ رسول پر ایمان لایا کب؟ تمام صحابہ عدالت صدق و تبلیغ میں مساوی ہیں ان میں سے کسی ایک پر طعن و تبری کرنا دین پر طعن کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جرأت بے جا سے پناہ میں رکھے۔

اصحاب کرام رضوان اللہ اجمعین کے باہمی جدال ان پر چھوڑ دو اور تم اپنی طرف سے کوئی رائے قائم نہ کرو۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ وہ خون ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا ہم اپنی زبانوں کو بھی ان سے پاک رکھیں۔ اور ان کا ذکر خیر کے ساتھ کریں۔

حضرت امیر علی کرم اللہ وجہہ کی محبت اہلسنت والجماعت کی شرط اول ہے اور جو شخص یہ محبت نہیں رکھتا وہ جماعت حقہ اہلسنت والجماعت سے خارج ہے۔ جو شخص اس

باقی صفحہ ۲۷ پر

امام ابو حنیفہؒ

محمد ارشاد علی

آپ کا نام نعمان بن ثابت اور کنیت ابو حنیفہ تھی امام صاحب ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ کوفہ کے بڑے بڑے علماء کی نگرانی میں تعلیم و تربیت ہوئی۔ کوفہ اس زمانے میں علم و فضل کا مرکز تھا۔ آپ کے اساتذہ کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہے۔ علم حدیث میں بھی آپ کا مقام نہایت بلند تھا۔ ابتداً آپ کو علم کلام کا بڑا شوق تھا پھر قاضی کوفہ حماد بن ابی سلیمان سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اس فن میں اتنا کمال حاصل کیا کہ امام کہلائے۔ آج بھی دنیا میں آپ کے فقہی مسائل پر عمل کرنے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

امام صاحب نے ۸۳ ہزار مسائل حل فرمائے۔ آپ کی فقہ کسی شخص کی ذاتی رائے نہ تھی۔ علامہ کردری مصری کہتے ہیں کہ چالیس بڑے بڑے علماء کرام کی ایک مجلس امام صاحب کی سرکردگی میں فتوے دیتی تھی جنہیں آپ کے مشہور شاگردوں امام ابو یوسف امام محمد اور امام زفر نے مرتب کیا۔

امام ابو حنیفہ نے چار صحابہؓ کی صحبت حاصل کی حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ حضرت سہل بن ساعدی اور حضرت ابو الطفیل عامر واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس لیے مرتبہ میں آپ تابعی تھے۔ خطیب بغدادی مشہور مورخ نے نقل کیا ہے کہ ایک بار خلیفہ منصور نے امام اعظم سے پوچھا کہ آپ نے کن صحابہ کے علم سے استفادہ کیا؟ آپ نے جواب دیا کہ حضرت عمر، حضرت علی حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ارشد تلامذہ سے ان کے علوم حاصل کیے ہیں۔

شداد بن حکیم، وکیع اور یحییٰ بن سعید جیسے محدثین کی رائے یہ ہے کہ علم و فضل میں امام ابو حنیفہ کا مقام اتنا بلند ہے کہ اس کی کنہ معلوم نہیں کی جا سکتی۔ امام کی گفتگو نہایت شیریں، آواز بڑی دلکش اور قدرت کلام بے مثال تھی۔ آپ ریشمی کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ کاروبار بہت وسیع تھا۔ اپنی دولت محدثین اور طلبہ کی خدمت میں صرف کرتے تھے۔

امام صاحب بہت زاہد اور متقی تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں ۵۵ حج کیے۔ آنحضرتﷺ سے اتنی محبت اور عقیدت تھی کہ مدینہ طیبہ جاتے تو وہاں پیشاب پاخانہ اس لیے نہ کرتے تھے کہ کسی ایسی جگہ نجاست نہ گر جائے جہاں کہیں سرکار دو عالمﷺ کے قدم مبارک پڑے ہوں۔ حق گوئی میں کبھی خوف نہ کرتے تھے۔ آخری اموی خلیفہ مروان بن محمد کے زمانے میں والی کوفہ ابن ہبیرہ نے ۱۳۰ھ میں سرکاری منصب پیش کیا تو آپ نے انکار کر دیا جس کی پاداش میں کوڑے کھائے اور قید میں رہے۔ اموی خلیفہ ہشام کے زمانہ میں امام زید بن علی نے دعویٰ خلافت کیا تو ان کے زہد و اتقاء کی وجہ سے امام صاحب نے ان کی تائید کی اس لیے بنی امیہ کے معتوب رہے۔ پھر منصور کے عہد میں آپ نے امام محمد بن عبداللہ نفس ذکیہ اور حضرت ابراہیم کے خروج کے وقت ان کے حق میں فتویٰ دیا۔ اس لیے بنی عباس بھی آپ سے ناخوش تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ کے علم و فضل کی وجہ سے منصور نے آپ کو قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا لیکن آپ نے انکار کر دیا چنانچہ منصور نے آپ کو قید کرا لیا اور کوڑے لگوائے قید میں بھی آپ کے پاس ہزاروں آدمی علم دین حاصل کرنے کے لیے جاتے تھے۔ اس لیے منصور کو خطرہ ہوا کہ کہیں لوگ حکومت کے خلاف کھڑے نہ ہو جائیں اسی لیے اس نے آپ کو زہر دلوا دیا۔ اس طرح ۱۵۰ھ میں بحالت اسیری آپ کا انتقال ہوا

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

الرشید

حسین و جمیل

نعت نمبر

۲۰۰۰ صفحات
آرٹ پیپر پر چار رنگی طباعت

محبوب کبریا ﷺ کے حسن کی کوئی نہایت نہیں، تاہم انسانی سعی کی انتہائی حد تک ساڑھے چودہ سو سال عربی فارسی اردو اور برصغیر کی علاقائی زبانوں کا مستند معیاری نعتیہ انتخاب —— صحابہ رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام مع ترجمہ —— ہر صفحہ کی پیشانی پر آیۂ رحمۃ للعالمین —— ہر صفحہ پر بارہ دفعہ اسم مبارک —— سو دفعہ صلوٰۃ و سلام کا دلکش نقشہ —— ہر صفحہ کے نیچے صلوٰۃ و سلام کی خوبصورت [illegible]: یارب صل وسلم دائماً ابدا [illegible] کا نام [illegible] کسی کتاب میں اتنا درود و سلام، اور کوئی کتاب نعت میں اتنی [illegible] شائع نہیں ہوئی بقول حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ: ترتیب و طباعت اور عنوان و مضمون کے لحاظ سے بے مثل [illegible] اور عظیم القدر احترام و عقیدت کا گلدستہ اس کے برکات و محاسن فضائل کا کیا اندازہ ہو [illegible]
[illegible] ۱۵۰ روپے، مع سالانہ چندہ ۱۶۰۰ [illegible] ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۲ء [illegible] ۱۴۰۰ روپے
[illegible] ۸۰۰ [illegible]
[illegible] ۱۵ ڈالر [illegible] ۲۵ ڈالر [illegible]

ان شاءاللہ ستمبر ۱۹۹۲ء میں آ رہا ہے

دفتر ماہنامہ "الرشید" ۲۵- لوئر مال، لاہور
مطلوبہ کاؤنٹر بذریعہ عام ڈاک اور اصل رجسٹری کریں۔
پاکستانی چیک یا ڈرافٹ بنام ماہنامہ الرشید یا اکاؤنٹ نمبر 22 1565.0 [illegible] لاہور

انگلش چیک بھیجنے کا پتہ: A. L CH.99 YORK RD ELFURD - ESSEX I. G. I. 3 AQ. UK
برطانیہ کے خطباء، آئمہ مساجد کے صدور اور ناظمین حضرات خصوصی توجہ فرمائیں

معطی اکبر کی عطاء

سید عطاء اللہ شاہ بخاری رح

مولانا حق نواز، قاسم العلوم ملتان

> وہ خطیب بھی تھے اور مجاہد بھی، خطیب ایسے کہ جب اپنی خطابت کے موتی بکھیرتے تو فضا میں سناٹا چھا جاتا۔ سننے والے مسحور ہو جاتے اور مجاہد ایسے کہ جب اسلام کے خلاف کوئی سازش ہوتی تو ان کا دل تڑپ اٹھتا۔ وہ مضطرب ہو کر میدان عمل میں کود پڑتے، امیر شریعت، خطیب بے بدل، مجاہد اعظم حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے حالات زندگی۔

ولادت خاندان

آپ یکم ربیع الاول ۱۳۱۰ھ (۱۸۹۱ء) کو پٹنہ میں پیدا ہوئے۔ ننھیال والوں نے شرف الدین احمد نام رکھا جبکہ ددھیال کی طرف سے عطاء اللہ کے نام سے موسوم ہوئے۔ بعد میں اسی نام سے شہرت پائی۔ اور عزت حاصل کی۔ والد کا نام سید ضیاء الدین احمدؒ تھا۔ جن کا سلسلہ نسب ۳۶ ویں پشت میں حضرت حسینؓ سے جاملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد حافظ قرآن تھے انہوں نے مسجد خواجہ عنبر پٹنہ میں ایک ہی رکعت میں قرآن پاک کے ۱۴ پارے سنا کر مقتدیوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا تھا۔ شاہ جی کی والدہ سیدہ فاطمہ اندرابی پٹنہ کے ایک نامور حکیم اور نامور عالم دین کی صاحبزادی تھیں اور نسب کے اعتبار سے حضرت خواجہ باقی باللہ کے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ یوں وہ دہرا اعتبار سے نجیب الطرفین سید تھے۔ علم و تقویٰ اور فقر و استغناء انہیں وراثت میں ملے تھے۔

تعلیم

شاہ جیؒ کی عمر چار سال کی تھی جب ان کی والدہ ماجدہ وفات پاگئیں۔ نانی اماں نے انہیں آغوش میں لے لیا۔ انہوں نے کسی دینی مدرسے میں باقاعدہ تعلیم کا آغاز نہ کیا۔ انگریزی اسکول میں تو داخلے کا سوال ہی نہ ہوتا تھا جس خاندان سے تعلق رکھتے تھے وہاں انگریزی استعمار سے نفرت جزو ایمان تھی۔ چنانچہ موصوف ان علوم و فنون کی تحصیلوں میں سے ہی جتنی تربیت خود مبادی فیا خر کرتا ہے۔ گھر ہی میں عربی فارسی کی مروجہ کتابیں پڑھیں البتہ امرتسر کی سکونت اختیار کی۔ تو وہاں مولانا نور احمدؒ سے قرآن پاک کی تفسیر پڑھتے رہے۔ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی سے فقہ اور حضرت مفتی محمد حسنؒ سے مسلم شریف کا درس لیا۔ قرآن پاک والد نے حفظ کرایا۔ قرأت کا فن کویت کے ایک قاری سید محمد عمر عاصم سے حاصل کیا۔ قاری صاحب سلطان ترکی خلیفہ عبدالمجید کے قراسوں کے اتالیق تھے کسی وجہ سے زیر عتاب ٹھہرے تو ہندوستان چلے آئے اور پٹنہ میں قیام کیا۔ یہاں خواجہ عنبر کی مسجد میں قرآن پڑھانے لگے۔ غضب کے خوش الحان تھے۔ تلاوت کرتے تو مسجد کے دروازے پر مسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں کی بھیڑ لگ جاتی۔ شاہ جی ابھی نوعمر تھے ایک روز قاری صاحب کی نقل کرتے ہوئے قرآن پڑھ رہے تھے کہ ان کی نظروں میں آگئے اور پھر قاری صاحب نے اس فن میں ان کی خصوصی تربیت کی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ جب شاہ جی قرآن پڑھتے تو فضا پر سحر کا عالم طاری ہو جاتا اور ہندو سکھ بھی فرمائش کر کے قرآن کا تقاضا کرتے۔ ۱۹۱۴ء میں پٹنہ سے امرتسر آگئے جہاں آپ کے اعزا رہتے تھے یہیں کچھ دینی تعلیم حاصل کی اور فن خطابت سیکھا۔ بہت جلد شاہ جی کی خطابت اور تلاوت قرآن کی شہرت اور خوشبو پھیلنے لگی خصوصاً تلاوت قرآن کا انداز بہت مقبول ہوا اور لوگ بڑے اشتیاق سے انہیں جلسوں اور شبینوں میں بلانے لگے۔

صفات

آپ درویش، خدمت اور فقر غیور رکھتے تھے۔ بیسویں صدی عیسوی ہی جیا قرن اولیٰ کی لازوال اور تابندہ خصوصیات کے حامل تھے۔ آپ بے مثال خطیب، عالم دین، شاعر، نغت گو، سیاست دان، مبلغ، مصلح اور جانفروش مجاہد تھے۔ خالق اکبر نے کتنی ہی خوبیاں یکجا انہیں جمع کر دی تھیں۔ انہی صفات کی بناء پر اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم اور فقیہ علامہ انور شاہ کاشمیریؒ نے انہیں "امیر شریعت" کے معزز لقب سے آراستہ فرمایا۔

حلیہ مبارک

آپ کا روشن چہرہ اور فراخ چہرہ، موٹی چمکدار آنکھیں، سیاہ سفید گھنی داڑھی اور کندھوں کو چھوتے ہوئے گیسو، قد دراز، بے نیاز طبیعت، بلند آواز، وجیہہ و شکیل اور بارعب شخص تھے۔

سیاست

دسمبر ۱۹۱۹ء میں ہندوستان کی تینوں بڑی جماعتوں نیشنل کانگریس، مسلم لیگ اور خلافت کانفرنس نے امرتسر میں سالانہ جلسے منعقد کئے۔ اسی پلیٹ فارم پر مولانا شوکت علیؒ کی صدارت میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے اپنی پہلی معرکتہ الآراء سیاسی تقریر کی۔ اس تقریر کی اثر آفرینی کا یہ عالم تھا کہ تحریک خلافت کے لئے دس لاکھ روپے کی خطیر رقم جمع ہو گئی۔ مولانا محمد علی جوہر نے اپنے اخبار میں خوب تعریف کی۔ امرتسر سے باہر پہلی مرتبہ فروری ۱۹۲۱ء میں کلکتہ میں تشریف لے گئے۔ جہاں کانگریس کا سالانہ جلسہ ہو رہا تھا وہاں مولانا ابوالکلام آزاد کی تجویز کردہ ترک موالات کی تائید میں ایک پرشکوہ تقریر کی جس سے ان کی خطابت کی دھاک بیٹھ گئی اور وہ صف اول کے رہنماؤں میں شمار ہونے لگے۔

انگریز اور غلامی کے خلاف جدوجہد

★ انہی دنوں شاہ جی نے گجرات (پنجاب) میں آزاد ہائی اسکول قائم کیا جس کا افتتاح مولانا آزاد نے کیا۔ ساتھ ہی ضلع بھر میں خلافت کمیٹیاں قائم کیں اور جگہ جگہ تقریریں کر کے عوام میں انگریز اور غلامی کے خلاف آگ لگا دی۔ آخرکار ۲۷ مارچ ۱۹۲۱ء کو آدھی رات کے وقت انہیں دفعہ ۱۲۴ الف کے تحت گرفتار کر لیا گیا۔ اور ۱۸ اپریل کو امرتسر کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے تین سال کی قید

بامشقت سزا دی اس میں تین ماہ قید تنہائی کے تھے۔ اس قید نے شاہ جی کو انگریزی حکومت کا مستقل باغی بنا دیا۔ اور وہ ۱۳ اگست ۱۹۴۷ء تک برطانوی استعمار کے خلاف مصروف جہاد رہے۔ اس دوران تقریباً دس ہزار تقریریں کیں اور انگریزی حکومت کی بیخ کنی میں ساری صلاحیتیں صرف کر دیں۔ اسیری کی یہ مدت کچھ تو ملتان سنٹرل جیل میں اور باقی میانوالی جیل میں گزری جو خراب آب و ہوا اور گرمی کی وجہ سے اس زمانے میں پنجاب کا "کالا پانی" کہلاتی تھی مگر شاہ جی نے اس آزمائش کا مقابلہ بڑے حوصلے اور خندہ روئی سے کیا۔ عموماً قرآن کی تلاوت جاری رکھتے۔ چونکہ بہت سے ہندو اور مسلمان رہنما بھی یہیں رکھے گئے تھے اس لئے گاہے گاہے مشاعروں، نعتوں اور علمی مباحثوں کی محفلیں بھی برپا ہوتیں۔ قید کے دوران آزاد ہائی اسکول ختم ہو گیا۔ ترک موالات کا خود گاندھی نے گلا گھونٹ دیا اور خلافت کی تحریک کمال اتاترک کی تنسیخ خلافت سے دم توڑ گئی۔ شاہ جی نے یہ ساری خبریں سنیں اور خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے۔

ایک واقعہ

★ یہ ۱۹۳۰ء کی بات ہے لدھیانہ کے کھلے میدان میں ہزاروں کا مجمع بت بنا بیٹھا ہے ایک درویش منش انسان دیسی کھدر میں ملبوس، ہاتھ میں موٹا سا ڈنڈا تھامے مائک اور لاؤڈ اسپیکر سے بے نیاز اور گرجدار آواز میں کچھ ایسی تقریر کر رہا ہے جیسے زبان و فکر کا خزانہ لٹا رہا ہے۔ انداز اتنا دلکش اور مسحور کن ہے کہ یوں لگتا ہے کہ ساری فضا پر جادو کر دیا گیا ہو۔ لوگ کبھی روتے ہیں کبھی ہنستے ہیں، کبھی وجد میں آ جاتے ہیں۔ یہ ہیں شاہ جیؒ جنکی تقریر سن کر مقامی تھانے کا انچارج رپورٹ پر مقرر کو گرفتار کرنے والا دیگر سامعین کی طرح مبہوت بیٹھا سر دھن رہا ہے۔ جونہی تقریر ختم ہوئی پیٹی اتار کر اپنے ساتھیوں کے حوالے کی، استعفیٰ لکھ کر نوکری پر لات ماری اور شاہ جیؒ کے قدموں میں جا بیٹھا اور پھر ساری عمر یہیں گزار دی۔ تھانیدار کا نام چوہدری افضل ہے۔

شاہ جی کی گرفتاریاں اور رہائیاں

★ اوائل اکتوبر ۱۹۲۳ء کو رہا ہو کر گھر آئے تو وطن کا نقشہ بگڑا ہوا پایا۔ ہندو مسلم اتحاد کا دور لد چکا تھا۔ دونوں قوموں کے درمیان مناقشت اور افتراق کے جراثیم پھیل چکے تھے۔ انگریزوں کی شہ پر سوامی شردھانند نے مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک شروع کر دی تھی۔ شاہ جیؒ نے ایک طرف جہاں شدھی کے زہر کو دور کرنے اور مسلمانوں کا ایمان محفوظ رکھنے کی سعی کی وہاں دوسری جانب انگریزی سازشوں کے تار و پود بکھیرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ زچ ہو کر انہیں جنوری ۱۹۲۹ء میں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ شاہ جی نے ضمانت دینے سے انکار کر دیا۔ اور مقدمے کی کارروائی میں کوئی حصہ نہ لیا۔ عدالت نے چھ ماہ قید بامشقت یا پانچ سو روپے جرمانے کی سزا دی۔ جرمانے کی رقم عقیدتمندوں نے جمع کرا دی۔ شاہ جی رہا ہو گئے مگر جرمانے کی ادائیگی پر سخت خفا تھے انہیں گلہ تھا کہ لوگوں نے اپنی حلال کی کمائی فرنگی خزانے میں کیوں دی؟

بہتان یا کفر کا فتویٰ

اس مقدمے سے فارغ ہو کر شاہ جی نے خطابت کی ساری صلاحیتیں شدھی کے ازالے کے لئے صرف کر دیں اور ہزاروں مسلمانوں کو کفر کی تاریکیوں میں غرق ہونے سے بچا لیا۔ مگر افسوس اسی زمانے میں جزیرہ نمائے عرب میں سعودی اقتدار کے بعد کچھ ایسے واقعات پیش آئے جنہوں نے مثبت یا منفی طور پر سارے ہندوستانی مسلمانوں کو متاثر کیا۔ سید بخاریؒ سعودیوں کے حامی تھے اور ان کی کارروائیوں کو قرآن و سنت کی رو سے حق بجانب ثابت کرتے تھے یہی وہ دور تھا جب پنجاب کے بہت سے سرکردہ پیران کرام نے سعودیوں کی مخالفت میں پنجاب کے انگریز سر مالکم ہیلی کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی اور سپاسنامہ پیش کیا جس میں انگریزوں کی تعریف، انگریزی راج کے فیوض و برکات اور سلطنت برطانیہ کی تعریف و خوشامد میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی گئی تھی۔ آج بھی اس سپاسنامے کی عبارت پڑھ کر سر شرم سے جھک جاتا ہے۔ شاہ جی کو خبر ملی تو ملتان تشریف لائے کیونکہ پیر حضرات کی اکثریت اسی علاقے سے تعلق رکھتی تھی اور لانگے خان کے باغ میں تین روز تک خطاب فرمایا۔ دردمندی، غیرت دینی اور خطابت کا انداز ملاحظہ ہو۔

"اگر میں ابن سعود کی حمایت کروں تو کافر اور تم ترکوں کے قتل پر دستخط کرو تو مومن؟ تم فتح بغداد پر چراغاں کرو تو مسلمان اور میں فرنگی سے آزادی کے لئے لڑوں تو مجرم؟ تمہارے تعویذ، تمہاری دعائیں کافر کی فتح کی آرزومند ہیں اور میں سلطنت برطانیہ کی بنیادیں اکھاڑنے کے درپے ہوں، تم نے انسانوں سے زیادہ کتوں اور سوروں کی قدر کی اور گناہ کو ثواب کا درجہ دیا۔ تمہاری قبائیں خون مسلم سے داغدار ہیں۔"

اس تقریر کے آخر میں فرمایا

"اس باغ کے گل بوٹے آگاہ رہیں کہ میں نے تین دن تک مسلسل تقریر کر کے باغبان قوم و وطن کے فریب سے بنی نوع انسان کو آگاہ کر دیا؟ باغ کی روش روش میری گفتگو کو اپنے مستقبل کے دامن میں محفوظ کر لے۔ شاید قیامت کے دن میں اپنی نجات کے لئے ان سے گواہی طلب کروں، اے باد بہاری کے خوشگوار جھونکو! شہادت دینا کہ میں نے اہل ملتان کے سامنے حق و باطل کے درمیان دیوار کی نشاندہی کر دی ہے۔"

دوسرا واقعہ

یہ ۱۹۳۰ء کا واقعہ ہے کہ یہی درویش صفت دنیا کا سب سے بڑا خطیب ڈم ڈم جیل میں مقید ہے۔ ایک اعلیٰ انگریز افسر معائنے کے لئے جیل میں داخل ہوتا ہے۔ آپؒ سے مخاطب ہوتا ہے۔

"کہئے کیا حال ہے آپ کا" "اللہ کا شکر ہے" بے نیازانہ جواب ملتا ہے۔ "کوئی سوال، کوئی عذر؟" با اختیار حاکم دوبارہ پوچھتا ہے۔ "میں صرف اللہ سے سوال کرتا ہوں" "نہیں میرا مطلب ہے کہ کوئی خدمت ہو تو بتائیں" درویش سر اٹھاتا ہے اور پوری متانت اور سنجیدگی سے جواب دیتا ہے "جی ہاں، آپ میرا ملک چھوڑ کر تشریف لے جائیے" حاکم خاموش ہو کر آگے بڑھ جاتا ہے۔

خطابت و تلاوت

۱۹۴۳ء میں شاہ جی کی خطابت اور تلاوت قرآن

کی شہرت اور خوشبو پھیلنے لگی۔ خصوصاً تلاوت قرآن کا انداز بے حد مقبول ہوا۔ اور لوگ بڑے اشتیاق سے انہیں جلسوں اور تبلیغوں میں بلانے لگے۔

★ شاہ جی اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب تھے۔ اللہ نے انہیں لحن داؤدی عطا کیا تھا۔ قرآن پڑھتے تو سامعین دم بخود رہ جاتے اور تقریر کرتے تو گویا گلستان کھل جاتا۔ خاص انداز اور ترنم سے برمحل شعر پڑھتے تو سامعین پھڑک جاتے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ عشاء کی نماز کے بعد تقریر شروع ہوتی اور صبح کی آذان تک جاری رہتی یوں معلوم ہوتا جیسے سامعین پر مقرر نے جادو کر دیا ہو اور مجمع زنجیروں سے بندھا بیٹھا ہے۔ آٹھ آٹھ گھنٹہ بیٹھنا تو دور کی بات ہے کوئی اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکتا تھا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ مخالفین یہ ارادہ کر کے ان کے جلسے میں آتے کہ آج ضرور گڑبڑ کریں گے مگر شاہ جی کی خطابت کا سحر انہیں دنیا و مافیہا سے ایسا بے خبر کرتا کہ جب کسی مسئلے پر ہاتھ اٹھانے کو کہتے تو یہ مخالفین بھی بے اختیار ہاتھ اٹھا دیتے۔

تیسرا واقعہ

★ شاہ جی کی اس طلسم کاری کے بارے میں خان غلام محمد خان لونڈخور کی روایت بڑی دلچسپ ہے۔ ان کا کہنا ہے میں نے نہ تو شاہ جی کو دیکھا تھا نہ ان کا معتقد تھا۔ میرا سیاسی مسلک بھی ان سے مختلف تھا۔ ایک دفعہ عشاء کے وقت دلی دروازے کے باہر سے گزرا تو شاہ جی تقریر کر رہے تھے میں بڑے ضروری کام کے سلسلے میں جا رہا تھا مگر اس خیال سے رک گیا کہ جس مقرر کی دھوم ہے اسے پانچ منٹ سن لینا چاہئے۔ میری عادت یہ ہے کہ میں جلسے میں ایک جگہ بیٹھ نہیں سکتا خود اپنے جلسے بھی گھوم پھر کر دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں۔ میں پانچ منٹ تک ان کی تقریر سنتا رہا۔ پھر سوچا تھوڑی دیر اور سن لوں۔ تقریر کا سحر تھا کہ کھڑے کھڑے بیٹھ گیا۔ بیٹھے بیٹھے تھک گیا تو لیٹ گیا اور لیٹے لیٹے ساری رات تقریر سنتا رہا۔ ایسے حواس گم ہوئے کہ اپنا کام بھی بھول گیا۔ یہاں تک کہ صبح کی آذان بلند ہوئی شاہ جی نے تقریر کے خاتمے کا اعلان کیا تو خیال آیا کہ اوہو ساری رات ختم ہو گئی تب پتہ چلا یہ شخص تقریر نہیں کرتا جادو کرتا ہے۔

چوتھا واقعہ

★ یہی عجیب و غریب شخص ایک مرتبہ بہاولپور پہنچتا ہے۔ نواب آف بہاولپور کو معلوم ہوا تو اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کو ڈیرہ نواب سے ان کے پاس بھیجا اور ملاقات کی خواہش ظاہر کی جواب ملا "فقیر بادشاہوں کے دربار میں نہیں جایا کرتے" پھر ہنس کر کہا "اب تو میں یوں بھی اس ریاست میں مہمان کی حیثیت سے ٹھہرا ہوں یہ معزز میزبان کا کام ہے کہ مہمان کی عزت افزائی بنفس نفیس کرے" سیکرٹری واپس چلا گیا۔ اگلے دن نواب صاحب بنفس نفیس ملنے کے لئے آئے اور دس ہزار روپے بطور نذرانہ پیش کئے۔ لیکن مہمان نے نہایت بے نیازی سے یہ رقم قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کا جواب تھا "فقیر کو اللہ کے کرم اور فضل سے صبح و شام دو روٹیاں مل جاتی ہیں۔ اس سے زیادہ کی خواہش نہیں"

پنجاب کے مسلمانوں کی بے حسی اور جاگیردار اور مالدار طبقہ کی انگریز پرستی اور شاہ جی کی جرأت

★ اس درویش خدامست اور فقیر غیور نے جب میدان سیاست میں قدم رکھا اس وقت انگریزی سامراج اپنے سارے غرور و نخوت سمیت ہندوستانیوں کی غیرت سے کھیل رہا تھا جبکہ پنجاب کا مسلمان سارے خطرات سے بے نیاز آنکھیں بند کئے بے حسی کی نیند سو رہا تھا۔ ہندو مسلمانوں کا معاشی استحصال بھی کر رہا تھا اور سیاسی میدان میں آگے بڑھنے کی سازشیں بھی مگر پنجاب کا جاگیردار اور مالدار طبقہ انگریز پرستی کی افیون میں مست عوام کو تھپک تھپک کر سلا رہا تھا۔ مذہب کے محاذ پر بھی گرد اڑ رہی تھی اور نہ صرف انگریز کی ساختہ و پرداختہ نبوت اپنے عزائم سمیت لوگوں کے دین و ایمان پر شب خون مار رہی تھی بلکہ عام مسلمانوں کی جہالت اور سادہ لوحی سے وہ لوگ بھی فائدہ اٹھا رہے تھے جو مذہب کو مادہ پرستی اور دنیاداری کے حصول کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ یہ اور اس قسم کے کتنے ہی محاذ تھے جن پر شاہ جی ڈٹ کر ایک ایک کر کے ساری منفی اور اسلام دشمن طاقتوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ یہ شاہ جی ہی تھے جنہوں نے اہل پنجاب کے دل سے انگریز کا خوف دور کیا اور انہیں آزادی کے راستے پر گامزن کیا۔ پاکستان کے لئے زمین ان جیسے مردان قلندر نے ہموار کی تھی اور اگر وہ سربکف ہو کر انگریز کا مقابلہ نہ کرتے اور اس مقصد کے لئے سالہا سال تک قید و بند کی صعوبتیں نہ جھیلتے تو پاکستان کی تحریک کبھی اس شدت سے نہ اٹھتی۔ اور بار آور بھی نہ ہوتی۔

پانچواں واقعہ

★ یہی فقیر منش انسان ملتان کے ایک کچے مکان میں مقیم ہے۔ بڑھاپا ہے اور افلاس بھی۔ اس عالم میں صدر پاکستان سکندر مرزا ایک ایلچی کو آپ کے پاس بھیجتے ہیں۔ خود دعوت کے سلسلہ میں گیلانیوں کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ پیش کش یہ ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے آ جائیں۔ منہ مانگی خواہش پوری ہوگی۔ مگر اب بھی وہی جواب ہے "میرا اسکندر مرزا کے پاس جانا علم اور فقر کی توہین ہے۔ اسکندر میرے جھونپڑے میں آ جائیں تو ان کی بھی عزت ہے اور میری بھی۔ لیکن میں ان کے پاس جا کر اپنی عمر بھر کی کمائی غارت نہیں کرنا چاہتا۔ ایلچی جس کا نام مظفر علی شمسی ہے خاموش لوٹ آتا ہے"

قادیانیوں سے نفرت

★ انگریز کے بعد شاہ جی کو سب سے زیادہ نفرت قادیانیوں سے تھی وہ بجا طور پر انہیں انگریزوں کا خود کاشتہ پودا سمجھتے تھے اور اسلام کے خلاف انگریزی استعمار کی سازش قرار دیتے تھے۔ چنانچہ اس فرقہ باطلہ کے استیصال کے لئے انہوں نے تقریری محاذ پر جتنا کام کیا قادیانیت کے خلاف مزاحمت کی پوری تحریک میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ دراصل شاہ صاحب ہی تھے جنہوں نے قادیانی عزائم سے امت مسلمہ کو آگاہ کیا۔

☆ ۱۹۲۶ء کا واقعہ ہے کہ آپؒ کا پورا سال بہت مصروف گزرا اور بیک وقت انگریز، ہندو، قادیانی اور پنجاب کے انگریز پرست پیروں کے خلاف ان کا جہاد جاری رہا۔ ایک چومکھی جنگ تھی جس میں وہ ہمہ تن مصروف رہے۔

۴ جولائی ۱۹۲۶ء کو شاہ محمد غوث کے مقابل احاطہ باغ بیرون دلّی دروازہ لاہور دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے باوجود ایک عظیم الشان جلسہ کیا۔ اس تاریخی جلسے کی صدارت چوہدری افضل حق نے کی جبکہ اسٹیج پر خواجہ غازی عبدالرحمن، مفتی کفایت اللہ اور مولانا احمد سعید دہلوی بھی موجود تھے۔ شاہ جیؒ کے درد و سوز کا عجب عالم تھا لہجے میں تڑپ بھی تھی اور للکار بھی۔

اس تقریر نے سینوں میں آگ بھر دی مجمع میں ایک حشر بپا تھا شاہ جی کی تحریک پر لوگوں کے جتھے جلسہ گاہ کی طرف بڑھے پولیس نے لاٹھی چارج سے یلغار کی مگر جواں مردوں کے جوش عمل کو سرد کرنا اب ناممکن ہو گیا تھا نتیجۃً بڑی تعداد میں گرفتاریاں عمل میں آگئیں۔ شاہ جی نے عوامی جذبات کو بے قابو ہونے سے روک دیا۔ اور فرمایا:

ہمارا موقف قتل و غارتگری نہیں بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ برطانوی حکومت تعزیرات ہند میں ایک ایسی دفعہ کا اضافہ کرے کہ جس کی رو سے بانیان مذاہب کے خلاف تقریر و تحریر کی پابندی ہو اور اس کے خلاف ورزی کرنے والا مجرم قرار پائے۔“

اس قرارداد کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ لاہور کے ڈی سی نے انتقامی کارروائی کی۔ ۱۰ جولائی ۱۹۲۷ء کو شاہ جی گرفتار کر لیے گئے۔ آپ کی گرفتاری اور سزا ایک سال بامشقت پر فرنگی اور ہندو کے خلاف نفرت کو مزید ہوا ملی۔ یہ تحریک سارے ہندوستان میں پھیل گئی۔ کیونکہ ہندو مصنفین نے جناب رسالتمآب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف الزام تراشی کی تھی۔

☆ دہلی کے مولوی عبدالرشید (شہید) نے نامور آریہ سماج سوامی شردھانند کو قتل کر دیا۔ اس جرم میں اسے ۱۴ نومبر ۱۹۲۷ء کو دہلی جیل میں پھانسی دے دی گئی۔ حکومت برطانیہ تحریک کو دبانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر بری طرح ناکام رہی۔ آخر کار تعزیرات ہند میں ترمیم کر کے دفعہ ۲۹۵ کا اضافہ کیا گیا جس کی رو سے ہر ایسی تقریر و تحریر جرم قرار دے دی گئی جس سے کسی مذہب کے بزرگ یا بانی کی اہانت ہوتی ہو۔

☆ شاہ جی کو مئی ۱۹۲۸ء کو رہائی ملی۔ دسمبر ۱۹۲۹ء تک ڈیڑھ سال کا عرصہ شاہ جیؒ نے مجموعی اعتبار سے امرتسر میں گذارا۔ شاہ جی کی آواز صور اسرافیل ثابت ہوئی۔ ان کا لب و لہجہ انتہائی ولولہ انگیز اور حمیت آمیز تھا۔

☆ شاہ جیؒ کی انہی تند و تیز اور غیرت آفریں تقریروں کا نتیجہ تھا کہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں مختلف مسلمان نوجوانوں نے ان بدزبانوں کو موت کی نیند سلا دیا جنہوں نے محسن کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی و بدکلامی کی۔ سب سے پہلے ۶ اپریل ۱۹۲۹ء کو لاہور کے بڑھئی نوجوان غازی علم الدین شہید نے دوپہر کے وقت لاہور میں کتاب ”رنگیلا رسول“ (خاکم بدہن) کے ناشر مہاشہ راج پال کو اس کی دکان (ہسپتال روڈ) میں قتل کر دیا۔ آپ کو پھانسی کی سزا دی گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سب و شتم کا یہ ناپاک سلسلہ ۱۹۳۴ء تک چلتا رہا۔ شاہ جیؒ نے اس ساری مدت میں جہاد جاری رکھا۔ شمع رسالت کے پروانے اپنی جانیں نچھاور کرتے رہے۔ حتیٰ کہ کفر نے شکست فاش کھائی پھر کسی کو ناموس رسالت پر کیچڑ اچھالنے کی جرأت نہ ہوئی۔

☆ مارچ ۱۹۳۰ء میں لاہور میں انجمن خدام الدین کا سالانہ اجلاس ہوا۔ صدارت مشہور عالم دین اور دیوبند کے شیخ الحدیث علامہ انور شاہ کاشمیری فرما رہے تھے۔ ۵۰۰ جید عالم جمع تھے۔ آپؒ کو امیر منتخب کیا گیا۔ اسی دن بیعت کے بعد انہیں امیر شریعت کے لقب سے ملقب کیا گیا۔ ۳ مئی ۱۹۳۰ء کو امروہہ میں جمعیت علمائے ہند کا اجلاس تھا۔ یہ سول نافرمانی کی تحریک کے لئے تھا۔ شاہ جیؒ نے وہاں تین دنوں میں مجموعی طور پر ۱۳ گھنٹے تک تقریریں کیں۔ بالآخر سول نافرمانی کی تحریک منظور ہو گئی۔

ہندوستان کے تقریباً ہر ضلع سے ان کے وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے تھے۔ چونکہ آپ نے ولولہ انگیز تقریریں کی تھیں لوگوں کو انگریزی راج اور سامراج کے خلاف منظم اور بیدار کیا۔ ۲۷ اگست ۱۹۳۰ء کو دیناج پور (بنگال) میں بالآخر گرفتار کر لیے گئے۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۰ء کو انہیں چھ ماہ قید بامشقت کی سزا ہوئی۔ قید کا یہ عرصہ ڈم ڈم جیل میں گزارا۔ جنوری ۱۹۳۱ء میں رہا ہو گئے۔

☆ اکتوبر ۱۹۳۱ء کے شروع میں احرار کا ایک وفد کشمیر گیا تاکہ مہاراجہ کشمیر سے براہ راست مذاکرات کر کے مسلمانوں کے مسائل و مشکلات کو حل کرایا جائے مگر وہ نہ مانا۔ وفد ناکام لوٹ آیا۔ شاہ جی نے کشمیری مسلمانوں کی حمایت میں انگریز اور مہاراجہ کے خلاف تقریروں کا سلسلہ تیز کر دیا اور لب و لہجہ بھی ضرورت اور حالات کے مطابق سخت اختیار کر لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۱ء کو شاہ جیؒ دفعہ ۱۲۴ الف (بغاوت) کے تحت گرفتار کر لیے گئے اور ڈیڑھ سال بامشقت قید کی سزا پائی۔

رہائی کے بعد ایک دفعہ شاہ جیؒ مئی ۱۹۳۳ء میں گجرات میں تھے۔ جب سید ولایت شاہ نامی ایک شخص نے آپؒ کو زہر والا پان کھلا دیا۔ بروقت پتہ چل جانے پر آپ نے پان تھوک دیا مگر زہر کے اثر سے چہرہ سیاہ اور حالت غیر ہو گئی۔ تین دن کے مسلسل علاج سے آپ کی حالت سنبھل گئی۔ ملزم گرفتار ہوا مگر شاہ جی نے اسے معاف کر دیا۔ ان پر یہ تیسرا قاتلانہ حملہ تھا۔ شاہ جی نے جیلوں میں مونج کوٹی، بان بٹا اور گندم پیسی۔ لیکن کوئی سی آزمائش بھی ان کے حوصلے پست نہ کر سکی۔ بے نیازانہ زندگی گزارتے اور کسی سے مطالبہ نہ کرتے۔ ان مشکلات کو راہ حق کا فوری توشہ سمجھتے تھے۔

☆ مجلس احرار نے ۲۱، ۲۲، ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۴ء کو قادیان میں تین روزہ کانفرنس منعقد کی۔ قادیان سے ایک میل کے فاصلے پر اسکول کے پہلو میں پنڈال بنایا گیا۔ شاہ جی نے ۲۱ اکتوبر کو رات ساڑھے نو بجے تقریر شروع کی۔ بے مثال مقرر کی شعلہ بیانی بڑھتی چلی گئی۔ انہیں نعروں قہقہوں اور آنسوؤں کا خراج ملتا رہا۔ یہ تقریر جاری رہی حتیٰ کہ صبح کی آذانیں ہو گئیں۔ اس جلسے میں س

مکتب فکر کے علماء اور عوام نے شرکت کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قادیان کے مسلمانوں کو بے سروسامانی کا احساس نہ رہا اور قادیانیوں نے ظلم و ستم کا راستہ بند کر دیا۔ اس کانفرنس سے اس فرقہ کے متعلق معلوم ہو گیا کہ یہ مرتد اور کافر ہیں۔ دسمبر ۱۹۳۴ء میں قادیان کانفرنس کی تقریر کی بنیاد پر گرفتار کر لئے گئے دوسرے دن ضمانت پر رہا ہو گئے۔ چار ماہ تک گورداسپور میں عدالت میں حاضری دیتے رہے۔ ۲۰ اپریل ۱۹۳۵ء کو انہیں چھ ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی۔

☆ ایک دفعہ شاہ جیؒ نے لکھنؤ میں دوران تقریر اصحاب رسولؐ کے ذکر پر "رضی اللہ عنہ" کہا۔ کسی نے کہا شاہ جی یہاں صحابیؓ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہنا دو سال قید بامشقت کی سزا ہے۔ انگریز نے قانون نافذ کر رکھا ہے "شاہ جیؒ یہ سن کر جلال میں آ گئے اور صحابہ کرامؓ کی بار بار تعریف کرکے رضی اللہ عنہم کی تکرار کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ حکومت کو چاہئے کہ وہ اپنی پوزیشن پر غور کرے۔ لیکن جب حکومت نے اس انتباہ کا نوٹس نہ لیا تو شاہ جیؒ اور دیگر ساتھی کئی مرتبہ لکھنؤ گئے۔ ایک ہفتہ پچیس ہزار مسلمانوں نے گرفتاری دی جس کے بعد بالآخر جولائی ۱۹۳۹ء میں اس قانون کو منسوخ کیا گیا۔

☆ ۲۶ دسمبر ۱۹۳۵ء کو شاہ جیؒ مرزا بشیر الدین کے اعلان مباہلہ پر قادیان جا رہے تھے کہ راستے میں گرفتار کر لئے گئے۔ چنانچہ ۱۵ اپریل ۱۹۳۶ء کو رہائی ملی۔

☆ جب ۳ دسمبر ۱۹۳۹ء کو دوسری جنگ عظیم کا آغاز ہوا تو احرار کی ورکنگ کمیٹی کے فیصلے کے مطابق احرار نے ہندوستان کی آزادی اور افریقہ و ایشیا سے انگریزوں کے انخلا کا پرزور مطالبہ کر دیا اور فوجی بھرتی کی مخالفت اور عدم تعاون کا برملا اعلان بھی کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ جیؒ کے خلاف ۱۲۴/الف، ۲۱۷ الف اور ۱۱۷/۳۰۳ کے مقدمات دائر کئے گئے۔ اور ہندوستان بھر میں احرار کے آٹھ ہزار فعال کارکن قید کر لئے گئے۔ شاہ جیؒ جیل ہی میں تھے جب ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قرارداد پاکستان منظور ہوئی۔ قیام پاکستان کے بعد ملتان میں مستقل مقیم ہو گئے۔

قیام پاکستان کے بعد شاہ جیؒ سیاست سے کنارہ کش ہو گئے۔ انہوں نے احرار کو مشورہ دیا کہ ہر نیک کام میں مسلم لیگ کی حکومت سے تعاون کریں۔ جن پالیسیوں سے دین کو نقصان پہنچے اس کی بھرپور مخالفت اور مزاحمت کریں۔ آپ امرتسر سے ہجرت کرکے پہلے لاہور آئے پھر خان گڑھ قیام فرمایا۔ تھوڑے دنوں بعد چند معتقدین کے اصرار پر ملتان مقیم ہو گئے۔ بالا محلہ بستی شیر خان میں ایک چھوٹا سا کچا مکان بارہ روپے ماہوار کرایہ پر لیا گیا اور شاہ جیؒ نے وفات تک بقیہ زندگی اسی کٹیا نما مکان میں گزار دی۔ آپ کی اور دیگر علماء اور عوام کی کوشش سے مرزائی ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان اسمبلی میں کافر قرار دیئے گئے۔

☆ اردو زبان کا سب سے بڑا خطیب امت مسلمہ کے لئے جسم و جاں کی تمام تر توانائیاں وقف کر دینے والا عظیم قائد اس ملک میں بے خانماں خرابی کی حالت میں زندگی بسر کرتا رہا اور اسے سر چھپانے کے لئے کوئی ڈھنگ کا مکان بھی میسر نہ آیا۔ اگر آپ چاہتے تو لاہور، گوجرانوالہ اور فیصل آباد میں سے کسی ایک شہر میں احباب کوٹھی بنوا دیتے۔ دراصل آپ نے دوسری جگہ جانا پسند نہ کیا۔

قیام پاکستان کے بعد

☆ پاکستان میں اسلامی تقاضوں سے اغماض خصوصاً قادیانیوں کے روز افزوں اثر و رسوخ پر وہ بہت پریشان تھے۔ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ (سر ظفر اللہ خان) ایک قادیانی (مرتد کافر) نامزد کیا گیا تو وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے۔ اس سے بڑھ کر قادیانیوں نے پاکستان پر قبضہ کرنے کی سازشیں شروع کر دیں اور ابتدائی اقدام کے طور پر بلوچستان کو قادیانی اکثریت کے صوبے میں تبدیل کرنے کے منصوبے بنانے لگے۔ ربوہ کا خلیفہ برملا اس قسم کے بیان دینے لگا: "۱۹۵۲ء کو گزرنے نہ دیجئے جب تک احمدیت کا رعب دشمن (مسلمان) اس رنگ میں محسوس نہ کرے کہ اب احمدیت مٹائی نہیں جا سکتی اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آ گرے۔ (الفضل ۱۶ جنوری ۱۹۵۲ء) "وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ (مخالفین) مجرموں کی حیثیت سے ہمارے سامنے پیش ہوں گے۔" "میں یہ جانتا ہوں کہ اب بلوچستان ہمارے ہاتھوں سے نکل نہیں سکتا۔ یہ ہماری شکار گاہ ہوگا۔ دنیا کی ساری قومیں مل کر بھی ہم سے یہ علاقہ چھین نہیں سکتیں" وغیرہ وغیرہ۔

☆ شاہ جی نے اپنا فرض سمجھا کہ جس فتنے کی وہ عمر بھر سرکوبی کرتے رہے ہیں وہ اب ایک مسلم ریاست میں برگ و بار نہ لا سکے۔ یہی وہ اضطراب تھا جو ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کا پیش خیمہ بنا۔ انہی کی ہدایت پر لاہور میں ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء کو کل جماعتی کانفرنس طلب کی گئی۔ جس میں ہر مکتب فکر نے شرکت کی۔ مندرجہ ذیل مطالبات پر مبنی قرارداد منظور کی گئی۔ (۱) مرزائیوں کو مسلمانوں سے الگ اقلیت قرار دیا جائے۔ (۲) ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ سے سبکدوش کیا جائے۔ (۳) مرزائی افسران کو کلیدی اسامیوں سے الگ کیا جائے۔ (۴) ربوہ کی بقیہ اراضی پر مہاجرین کو آباد کیا جائے لیکن افسوس کہ مطالبات نہ تسلیم کئے گئے۔ الٹا مختلف شہروں میں مسلمانوں پر وحشیانہ فائرنگ کی گئی۔ بیسیوں نوجوانوں کو شہید کیا گیا۔ ہزاروں زخمی ہوئے۔ ۲۶ فروری ۱۹۵۳ء کو شاہ جی اور ان کے رفقاء گرفتار کر لئے گئے۔ گرفتاری کے خلاف رٹ دائر کی گئی تو جسٹس ایس اے رحمٰن نے انہیں ۸ فروری ۱۹۵۴ء کو رہا کر دیا۔ اس وقت وہ سنٹرل جیل لاہور میں تھے۔

رہائی کے بعد انہوں نے مسلسل دورے کئے اور عوام کو مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور پاکستان میں قادیانی عزائم سے آگاہ کرتے رہے جس سے گھبرا کر انہیں ۱۹۵۵ء میں چھ ماہ کے لئے مسلم لیگی حکومت نے گھر میں نظر بند کر دیا۔ پھر ۱۴ اپریل ۱۹۵۶ء کو گرفتار ہوئے اور چھ ماہ تک مقدمہ چلتا رہا۔ ڈاکٹر خان صاحب وزیر اعلیٰ بنے تو انہوں نے سارے الزامات واپس لے لئے۔

آخری ایام

☆ ۹ نومبر ۱۹۵۹ء کی بات ہے شاہ جی گھر میں وضو کر رہے تھے کہ جسم کے دائیں جانب فالج کا ہلکا سا حملہ ہوا مگر اس کا اثر جلد زائل ہو گیا۔ بعد میں جسمانی عوارض کا ایک ہجوم کر آئے پھر ایسے گرے کہ چار برس تک چارپائی سے لگے رہے۔ کبھی

باقی صفحہ ۲۷ پر

راہِ خدا میں مال کا خرچ کرنا اور خدا کے ہاں سے اس پر اجر

حفیظ الرحمٰن

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ۔

(ترجمہ) مثال ان لوگوں کی جو اپنا مال اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں اُس ایک دانہ کی مثل ہے جو بالیں نکالے اور ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ جس کے لئے چاہتے ہیں دوگنا کر دیتے ہیں۔ اور اللہ وسعت والا اور خبردار ہے۔

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا جو اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں کہ جو لوگ خدا کے غریب بندوں کو ایک دیتے ہیں اللہ اُن کو ایک کے بدلے میں دس دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ ایک نیکی اگر کوئی بندہ کرے ایک کے بدلے میں اس کو دس ملے۔

حکایت: ایک مرتبہ مجنوں لیلیٰ کی طرف محو اور مستی میں جا رہا تھا مجنوں کا یہ دستور تھا کہ ایک جگہ پر جم کر نہیں رہتا تھا کبھی دریا میں کبھی جنگل میں۔ مولانا روم اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں۔

دید مجنوں را یکے صحرا نورد | در بیابان غمش بنشستہ فرد
ریگ کاغذ بود انگشتاں قلم | می نوشتے نامہ بہر کس رقم
گفت اے مجنون شیدا چیست ایں | می نویسی نامہ بہر کیست ایں
گفت مشق نام لیلےٰ می کنم | خاطر خود را تسلی می دہم

ایک روز کسی نے مجنوں کو دیکھا کہ جنگل میں جا کر ریتے کو کاغذ اور اپنی انگلیوں کو قلم بنا کر ذوق اور شوق سے لکھ رہا ہے۔ دریافت کیا اے مجنوں یہ کیا کر رہے ہو یہ خط کس کے پاس جائے گا اور کون پڑھے گا۔

جواب دیا کہ میں خط نہیں لکھتا ہوں بلکہ اپنی محبوبہ لیلیٰ کے نام کی مشق کر کے دل کو تسلی دے رہا ہوں اور دل کو سمجھا رہا ہوں کیونکہ جب اس کے نام کی مشق کرتا ہوں تو مجھے ایک قسم کا سرور حاصل ہوتا ہے اور بیقراری کم ہوتی ہے اب دیکھنا ہے کہ مجنوں تو لیلیٰ کا نام لیکر سرور حاصل کرتا ہے اور ہم لوگوں کو لیلیٰ کے خالق کا نام لینے میں مزہ اور سرور نہیں آتا ہو۔ مجنوں لیلیٰ کی طرف جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا مجنوں اس کے آگے سے گزر گیا اور اُس کو بالکل معلوم نہ ہوا کہ وہ شخص نماز پڑھ رہا تھا وہ آدمی جلدی سے نماز سے فارغ ہو کر کہنے لگا کہ اے مجنوں میں تو نماز پڑھ رہا تھا اور تم سامنے سے چلے گئے کیا یہ تم کو مناسب تھا۔ جواب دیا اے میاں کیسی نماز پڑھتے ہو مجھے تو لیلیٰ کی محبت نے سب سے بے خبر کر دیا ہے لیلیٰ کی فکر میں نہ تمہاری طرف دیکھا اور نہ نماز کو تم خدا کے دربار میں کیسے حاضر ہوئے کہ میں تمہارے آگے سے گزرا تو تم کو اس کا خیال ہو گیا۔ افسوس صد افسوس کیا خدا کی محبت میں کشش اور محویت نہیں ہے جو لیلیٰ کی محبت میں ہے مولانا روم مثنوی میں فرماتے ہیں

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود + گوئے گشتن بہر او اولیٰ بود

چونکہ نیت ساری عبادتوں میں ضروری اور سب کی اصل ہے لہٰذا خلوص نیت کی اشد ضرورت ہے اور ریا کی ممانعت بھی اسی واسطے ہے کہ جو کام ریا کے ساتھ ہوتا ہے بس جس کو دکھانا تھا دکھایا۔ شیخ فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں۔

چوں نباشد پاک اعمال از ریا + ہست بے حاصل چوں نقش بوریا

اور احسان جتانا اس لئے منع ہے کہ جو کچھ تم نے ان کے ساتھ سلوک کیا احسان جتا کر اس کا عوض لے لیا تو ثواب تو اس وقت ملتا ہے جب بدلہ نہ لیجئے خدائے کریم نے خود قرآن مجید احسان جتانا منع فرمایا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى۔ اے ایمان والو صدقہ کا احسان جتا کر اور رنج دیکر برباد نہ کرو۔

(یعنی) کوئی شخص اگر اللہ کی راہ میں خرچ کر دے تو خرچ کرنے کے بعد یہ مت کہو کہ میں نے فلاں شخص کو یا فلاں جگہ پر اتنا پیسہ خرچ کر دیا ہے کیونکہ خرچ کرنے سے کسی پر احسان نہیں بلکہ صرف اپنے لئے دنیا اور آخرت میں کامیابی ہے

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِیْمٌ۔ بیشک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور خدا کو قرض دینے والوں کیلئے دو چند ثواب اور بہت بڑا اجر ہے۔

ہمارا سب مال اور سب چیزیں اللہ رب العزت کی عنایت کردہ ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں

ایں امانت چند روزہ نزد ماست + در حقیقت مالک ہر شے خداست

اس کے باوجود اس کا ارشاد ہوتا ہے اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔ تم اللہ کو قرض حسنہ دیدو کسی نے اس مضمون کو کیا اچھی طرح بیان کیا ہے

مال و عالم ملک تست و ما کہ مملوک تو
باوجود ایں بے نیازی اقرضوا اللہ گفت

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان مر جاتا ہے تو نیکی کرنے کا رشتہ اس سے منقطع ہو جاتا ہے مگر تین قسم کے آدمیوں سے باوجود مر جانے کے بھی رشتہ منقطع نہیں ہوتا بلکہ قیامت تک برابر ثواب ملتا رہتا ہے ان تین آدمیوں سے اوّل وہ شخص جو اپنی حیات میں صدقہ جاریہ ادا کر کے مرا ہو۔ یعنی وہ صدقہ جو ہمیشہ جاری رہے جیسے مسجد بنانا اور کنواں کھدوانا اور مدارس علوم دینیہ کے لئے قائم کرنا۔ دوسرے وہ شخص جس نے علم نافع وہ علم پڑھا تھا جس سے لوگ نفع اٹھاتے ہوں تیسرے وہ شخص جو ولد صالح چھوڑ کر مرا۔ یعنی لڑکے کو علم دین پڑھایا جو اس کے لئے دعائے خیر کرتا رہے جب تک لڑکا جیتے گا اس کو ثواب ملتا رہے گا یہاں تک کہ لڑکا مر جائے اور اس

کا شاگرد باقی رہے تو جب بھی ملے گا علی ھذا قیامت تک ثواب ملتا رہے گا۔

تفسیر کبیر میں ایک قاضی کا واقعہ ہے کہ اس نے اپنی بی بی حاملہ کو یہ وصیت کر کے انتقال کیا اگر تم سے لڑکا پیدا ہو تو اس کو علم دین کی تعلیم دینا۔ جب لڑکا پیدا ہوا۔ ماں قاضی کی وصیت پوری کرنے کی غرض سے لڑکے کو بسم اللہ شریف شروع کرائی تو اللہ پاک نے حکم دیا کہ فوراً اس لڑکے کے باپ قاضی کو جو اپنے اعمال کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہے عذاب سے خلاصی کر دو کیونکہ مجھے شرم آتی ہے کہ جس کا لڑکا میرا نام لیتا ہو اور وہ عذاب میں مبتلا ہو۔ الغرض اس لڑکے نے بسم اللہ شروع کی ادھر دریائے رحمت خداوندی جوش میں آیا اور اس کو معاف فرمایا۔ علوم دینیہ سے علم تفسیر و علم حدیث اور علم فقہ اور علم تصوف مراد ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں

علم دین فقہ است و تفسیر و حدیث ٭ ہر کہ خواند جز ازیں گردد خبیث

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک سال بڑی قحط سالی ہوئی یہاں تک کہ تمام لوگ حیران و پریشان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور ہماری تو بہت بری حالت ہو گئی ہے آپ خدائے کریم سے دعا کیجئے تاکہ یہ بلا ہمارے سر سے ٹل جائے یا کوئی اور صورت جو ہمارے حق میں مفید ہو ارشاد فرمائیے آپ نے فرمایا اچھی بات ہے کل صبح تم سب کے سب آجاؤ اللہ پاک سے دعا کریں گے اتفاقاً اسی رات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غلہ اور اناج لیکر آئے ہیں آخر تمام لوگ غلہ خریدنے کی غرض سے حضرت عثمانؓ کے پاس آئے تو بلا عوض لوگوں کو مفت تقسیم کر دیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ نے مفت کیسے تقسیم کر دیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس ذات نے ایک کے بدلے سات سو دینے کا وعدہ کیا ہے تو اس ذات کے لئے سب کچھ قربان ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان حضرات کو خدا پر کتنا پختہ یقین ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ مجھے یقین ہے جس ذات کو میں نے دیا ہے ایک درہم کے بدلے سات سو ضرور ملیں گے۔ دو روز کے بعد حضرت ابن عباس نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے کہیں تشریف لے جا رہے ہیں ابن عباس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور دوڑ کے ہی کہا حضورؐ ذرا تشریف رکھئے بیں مدت سے مشتاق دیدار ہوں اور چند باتیں بھی مجھے دریافت کرنا ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دیر ہو رہی ہے اللہ پاک نے فرمایا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ نے میری راہ میں بہت مال خیرات کر دیا ہے اور میں نے اس کے عوض جو جو نعمتیں جنت میں تیار کی ہیں ان کو دیکھو تو میں حسب فرمان خداوندی ان نعمتوں کو دیکھنے جا رہا ہوں اگر میں تم سے راہ میں گفتگو کروں تو دیر ہو جائیگی۔ اگر اللہ کی راہ میں مال دینا مقصود ہو تو اس طریقہ سے دینا چاہئے۔

چونکہ صدقہ دینے والوں کے فضائل بے حد ہیں اس لئے مثال دے کر اللہ تعالیٰ نے ہم کو سمجھا دیا ہے (مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ الخ)

حضورؐ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کے وقت ایک نیا کرتہ تیار کرایا اور پرانا کرتہ آپ کے بدن پر تھا ایک روز ایک سائل نے آکر کہا کہ خدا کے واسطے ایک پرانا کرتہ مل جائے یہ سوال حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سُن کر فکرمند ہوئی کہ کون سا کرتہ دینا چاہئے پھر خیال کیا کہ پرانا کرتہ دینا چاہئے کیونکہ سائل بھی تو پرانا ہے پھر سوچا کہ اللہ پاک فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ جب تک عمدہ اور دل کی پسندیدہ چیز اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے بھلائی نہیں حاصل کر سکتے یہ خیال آتے ہی نیا کرتہ سائل کو دے دیا۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

ہر چہ داری صرف کن در راہ او ٭ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا

معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں اچھا مال دینا چاہئے اور وہ مال دینا چاہئے جو اپنے دل کو پسندیدہ ہو وہ

باقی ص ۲۷ پر

جناب میاں محمد نواز شریف صاحب وزیراعظم پاکستان سے

دردمندانہ اپیل

- ○ قادیانی آئین و قانون سے بغاوت کر کے خود کو مسلمان ظاہر کر رہے ہیں۔
- ○ مبینہ طور پر الجزائر، ترکی، جاپان، رومانیہ میں آپکے دورِ اقتدار میں قادیانی سفیر براجمان ہیں۔
- ○ یونیسکو میں ڈپٹی سیکرٹری قادیانی متعین کیا گیا۔

آپ نے اپنے حالیہ دورہ (جون ۹۲ء) میں لندن جا کر ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی عیادت کی۔ یہ وہ کمبخت ہے جس نے ۱۹۷۴ء میں قادیانی غیرمسلم اقلیت کی قرارداد کے پاس ہونے پر پاکستان کی سرزمین کو لعنتی قرار دے کر پاکستان کی ملازمت و رہائش ختم کر دی تھی۔ ایسے باغی سے آپ کا ملنا اسلامیان عالم سے ناروا زیادتی ہے۔

- ○ فوج کے ایک افسر نصیر قادیانی کو آپکے دور میں ترقی سے نوازا گیا اور آگے پوری فوج پر چھا جانے کیلئے قادیانی راستہ کھل گیا۔
- ○ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کے حق میں چاروں صوبائی حکومتوں کی رپورٹیں آچکی ہیں۔
- ○ اسلامی نظریاتی کونسل اپنی مطبوعہ سالانہ رپورٹ برائے ۷۶-۱۹۷۷ء کے صفحہ ۱۵۲ پر سفارش ۲۲ میں شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے کی سفارش کر چکی ہے۔
- ○ وفاقی وزارت مذہبی امور نے سپیشل پیغام تحریری نمبری ۲۰۔ اے۔ ڈی۔ جے ۹۲ء میں اسکے حق میں زوردار رپورٹ شائع کی ہے۔
- ○ وفاقی وزارت داخلہ اور وزارت قانون نے مذہب کے خانے کے اضافے کی تجویز پاس کی۔
- ○ قومی و دینی رہنماؤں نے آپ سے اور صدر مملکت سے بالمشافہ اس کا مطالبہ کیا۔ اخبارات گواہ ہیں کہ صدر مملکت نے واضح یقین دہانیاں اور صریح وعدے فرمائے۔
- ○ تمام مکاتب فکر کی دینی جماعتوں کا یہ ایک متفقہ مطالبہ ہے۔
- ○ اسلام کے نام پر برسرِ اقتدار آنے والی حکومت مذہب کے نفاذ کے وعدے کا ایفا تو درکنار صرف لفظ مذہب شناختی کارڈ میں درج کرنے سے گریزاں ہے۔

آخر کیوں؟

حق تعالیٰ آپ کو امتِ مسلمہ کے جذبات کے احترام کی توفیق بخشیں۔ آمین

آل پارٹیز مرکزی مجلسِ عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان

طبِ نبویؐ اور ہماری صحت

حکیم شفیق احمد ملک

ارشادِ باری تعالیٰ ہے وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۔ یعنی کوئی خشک و تر چیز ایسی نہیں ہے جو کتاب روشن میں موجود نہ ہو۔ اب اس کتاب کی تعلیمات انسانیت کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے کی ذمہ داری صاحبِ نبوت و رسالت نے انجام دی۔ آپؐ جسمانی اور روحانی طبیب کامل تھے۔ آپؐ ہر روگ اور دکھ کا درماں بیان کر گئے۔ اس لئے یہ ناممکن تھا کہ علم الابدان کا باب اس سلسلہ میں تشنہ رہ جاتا۔

طب کا موضوع حفظِ صحت حاصلہ اور استردادِ صحت زائلہ ہے۔ یعنی اپنی صحت کی حفاظت اور کھوئی ہوئی صحت کی بحالی کرنا۔

جہاں تک حفظانِ صحت اور صفائی کے اصولوں کا تعلق ہے۔ تو ہم کو احادیث پاک میں بڑا ذخیرہ ملتا ہے۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے۔ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آسمان کی خبریں دریافت کرنے لگا تو اس پر آپؐ نے فرمایا تم میں ایک شخص آتا ہے اور آسمان کی خبریں دریافت کرتا ہے۔ مگر اس کو اپنے سامنے کی چیز نظر نہیں آتی۔ اس کے ناخن پرندوں کے پنجوں کی طرح بڑھے ہوئے ہیں جن میں ہر طرح کا میل کچیل بھرا ہوتا ہے۔ نبی رحمتؐ کی ناپسندیدگی کا کتنا بڑا واضح ثبوت اور موجودہ معاشرہ پر کتنی خوبصورت چوٹ ہے۔

شریعت مطہرہ نے حفظانِ صحت کے اصولوں کو بڑی خوبصورتی سے عبادات میں سمو رکھا ہے۔ اگر ان پر عمل کیا جائے تو صفائی اور پاکیزگی کا ایسا ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک موقع پر ایک غیر مسلم سائنس دان نے ایک مسلمان کو وضو کرتے دیکھا۔ جب اس نے وضو کی ترتیب پر غور کیا کہ ہاتھوں کو صاف کرنے کے بعد ناک میں پانی لیا گیا اور کلائی سے کہنی تک کا حصہ دھوتے وقت مستعمل پانی کو ڈھلے ہوئے پنجوں کی طرف سے نہیں بلکہ کہنی کی طرف سے بہایا جاتا ہے۔ اس طریقہ سے وہ بہت متاثر ہوا پھر اس نے سر اور گردن پر مسح کیا سائنٹفک ترکیب کو دیکھا کہ سر اور گردن کو دھویا نہیں جاتا جس سے گرم حالت میں نقصان پہنچ جانے کا احتمال ہے بلکہ صرف تر ہاتھ پھیرا جاتا ہے۔ جس میں تسکین کے ساتھ ساتھ اعصاب میں بیداری کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جو دھونے سے نہیں ہو سکتی۔ چونکہ پُشت اور گردن کا تعلق مبدأ النخاع سے ہے۔ اور دماغی و اعصابی اعمال میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ اس طریقہ کو دیکھ کر وہ اتنا متاثر ہوا کہ اسلام کے اصولوں کے سامنے اپنی گردن جھکا دی۔ اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر اس نے اعلان کیا کہ تیرہ سو سال پہلے جس انسان

باقی صفحہ ۲۷ پر

آئین شکن حکومت

آئین اور قانون یہ دونوں چیزیں اہلِ اقتدار کے علاوہ ہر شخص کے لیے ہیں اہلِ اقتدار کے لیے آئین و قانون وہی ہے جس پر وہ عمل کریں۔ رہا کتب کی صفحات پر لکھا ہوا قانون اور اوراق کی قید میں بند آئین تو یہ ان افراد کے لیے ہے جنہیں قسمت نے اقتدار کی کسی بھی قسم کی اکائی سے دور رکھا ہے۔

گزشتہ دنوں لاہور ہائی کورٹ نے بھی حکومت کے اسی قسم کے ایک فعل پر گرفت کی اور اہلِ اقتدار کو یاد دلایا کہ نہیں نہیں! تمہاری یہ سوچ غلط ہے کہ تم جو چاہو کرو وہ آٹو میٹک طور پر قانون اور آئین بن جائے گا بلکہ وہ آئین جو پہلے سے ہی تحریری طور پر موجود ہے تم بھی اس کے پابند ہو ہاں اگر تم نے اپنی من مانی کے لیے کچھ کرنا ہے تو پارلیمنٹ کو استعمال کر کے انسانی ہاتھوں سے تحریر شدہ انسانی ذہن کی ایجاد آئین میں ترمیم و اضافہ کر سکتے ہو موجودہ حکومت کی آئین شکنی کی زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ تو میں خدائی فوجداریوں اور نہ ہی انسانی ہاتھوں کی تخلیق آئین کا محافظ ہاں البتہ چونکہ میں پاکستانی ہوں اس ناطے اس جیسے تیسے آئین پر عمل کرنے کا پابند ضرور ہوں لیکن میرا تعلق جس مشن سے ہے اس سے متعلق جس قسم کی بھی آئین شکنی ہو گی اس پر میں خاموش رہنا اپنے مشن سے غداری سمجھتا ہوں۔ اس لیے اس پر خاموش رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آئین شکنی کا تازہ واقعہ جو آج پریس کانفرنس کا موضوع ہے وہ ہے اسٹار ٹی وی کے ذریعے مرزائیت کی اندھیر نگری کے چوپٹ راجا مسٹر مرزا طاہر احمد کا خطاب پاکستان میں دکھایا جانا چنانچہ روزنامہ نوائے وقت کراچی کے ۲ اگست کے شمارے کی خبر ملاحظہ ہو۔

" ربوہ (نامہ نگار) گزشتہ رات جماعت احمدیہ کا تین روزہ جلسہ، تعلقہ ٹیلفورڈ لندن میں شروع ہو گیا افتتاحی تقریب سے سربراہ جماعت مرزا طاہر احمد کے علاوہ بیارقی باقی گمنز... نے بھی خطاب کیا یہ امر خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ جلسہ کی کارروائی مواصلاتی سیارہ کے ذریعے اسٹار ٹی وی نے براہ راست دنیا بھر کے ممالک بشمول پاکستان اور بھارت میں ٹیلی کاسٹ کی جو کہ پاکستانی وقت کے مطابق رات نو بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہی اس کے برعکس مقامی مسلمان علماء نے ٹیلی ویژن پر قادیانی جلسہ کی لندن کی کارروائی براہ راست ٹیلی کاسٹ کیے جانے پر زبردست احتجاج کرتے ہوئے اسے گہری سازش قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ٹی وی کے ذریعے ملک میں اپنے باطل عقائد کی تبلیغ کر رہے ہیں جسے ہرگز برداشت نہیں کیا جا سکتا۔"

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۲ اگست ۱۹۹۲ء)

ٹیلی فون ہو یا ریڈیو و ٹیلی ویژن ان میں سے کسی بھی قسم کی مواصلاتی بیرونی مداخلت بغیر متعلقہ ملک کی اجازت و رضامندی کے ممکن نہیں جب مرزا طاہر احمد کا خطاب ربوہ میں ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا تو اس کا مطلب ہے کہ حکومت پاکستان کے متعلقہ ادارے نے انہیں اس بات کی اجازت دی تھی کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو پاکستان میں ٹیلی ویژن پر اس کی نشر ہونا

ممکن نہ ہوتا

کون نہیں جانتا کہ مرزائی ہر حال اور ہر گام پر اسلام و حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں اسی طرح وہ پاکستان کے آئین کی بھی سرِعام دھجیاں اڑاتے ہیں۔ ہر مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی ملعون کے لیے علیہ السلام کا لفظ استعمال کرتا ہے۔

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع انبیاء کی توہین ہے اور آئین کی دفعہ ۲۹۵ سی کی رو سے اس کے مرتکب کے لیے سزائے موت ہے۔ چنانچہ آئین کی دفعہ ۲۹۵ سی ملاحظہ ہو۔

295-C. Use of derogatory remarks, etc., in respect of the Holy Prophet:

Whoever by words, either spoken or written, or by visible representation, or by any imputation, innuendo, or insinuation, directly or indirectly, defiles the sacred name of the Holy Prohet Muhammad (Peace be upon him) shall be punished with death, or imprisonment for life, and shall also be liable to fine.

اسی طرح ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعے مرزائیوں کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ اسلامی شعائر کو قطعاً استعمال نہیں کر سکتے ایسا کرنے پر وہ آئین شکن کہلائیں گے اور اس پر ان کے لیے مختلف قسم کی سزائیں ہیں۔ جیسا کہ لاہور ہائی کورٹ میں زیرِ سماعت مشہور دعوت نامہ کیس میں مسٹر جسٹس نذیر احمد نے مرزائیوں کو ان شاء اللہ، ماشاء اللہ، السلام علیکم، نکاح مسنونہ جیسے الفاظ کے استعمال سے روکتے ہوئے اس اقدام کے مرتکب مرزائیوں کی ضمانت مسترد کر دی ہے چنانچہ اپنے فیصلے میں عدالت نے لکھا ہے۔

" لاہور (نامہ نگار) لاہور ہائی کورٹ نے قرار دیا ہے کہ آئین پاکستان کی دفعہ ۲۶۰ (۳) (بی) کے تحت مرزا غلام احمد کے پیروکار قادیانی اور لاہوری گروپ سے تعلق رکھنے والے غیر مسلم ہیں قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے لیے شعائر اسلام استعمال نہیں کر سکتے قادیانی مرزا غلام احمد پر درود بھیج کر اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر قرار دیتے ہیں اور قادیانیوں کا یہ اقدام نبی آخر الزمان کے مقدس نام کی بے حرمتی کے مترادف ہے جو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ (سی) کے تحت قابلِ سزا ہے اور اس جرم کی سزا موت یا عمر قید ہے۔ فاضل عدالت نے قرار دیا کہ اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۸ (بی) کے تحت قادیانی امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی یا اہلِ بیت جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں تاہم یہ دفعہ قادیانیوں کو اس بات کا لائسنس نہیں دیتی کہ وہ مسلمانوں کی جانب سے عام استعمال کیے جانے والے دوسرے شعائر اسلام استعمال کر سکیں کیونکہ وہ اس

باقی صفحہ ۲۶ پر

صحابہ کرام رض کے ایمان افروز واقعات

حضرت سعد بن وقاصؓ !!!!

حضرت سعد بن وقاصؓ نے جب ملک ایران فتح کیا اور کسریٰ کے شاہی محلات میں فاتحانہ داخل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق آٹھ رکعتیں نماز شکرانہ کی پڑھیں۔ دریافت کرنے پر فرمایا جب فتح مکہ کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہر میں داخل ہوئے تو انتہا تواضع اور مسکینی کے آثار آپؐ پر طاری تھے یہاں تک کہ سر مبارک آپ جھکائے ہوئے تھے اور اونٹنی کے پالان سے سر مبارک لگ گیا تھا گھر میں داخل ہونے کے بعد غسل فرمایا اور آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ بعض علماء کے نزدیک یہ صلوٰۃ الضحیٰ یعنی چاشت کی نماز تھی اور بعض کہتے ہیں کہ یہ صلوٰۃ الفتح تھی اور فتح مکہ کے شکر کی نماز تھی۔

(صحابہ کی انقلابی جماعت)

حضرت سلمان فارسی کی معرفت وحکمت کا واقعہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک روز اہل قریش فخر کرنے لگے۔ آپؓ نے فرمایا کہ اگر میرا حال پوچھے ہو تو ناپاک نطفہ سے پیدا ہوا ہوں۔ انجام کو مردار اور بدبودار ہو جاؤں گا۔ پھر میزان میں اگر پلہ بھاری رہا تو میں اچھا ہوں اور اگر بدکار رہا تو برا ہوں۔

حضرت حذیفہؓ نے نفس کی شرارت خوب پہچانی

حضرت حذیفہ نے ایک قوم کو نماز پڑھائی۔ جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ میرے سوا اور کوئی امام تلاش کرلو یا اکیلے پڑھ لیا کرو۔ اس لئے کہ تمہاری امامت سے میرے جی میں یہ بات گذری کہ مجھ سے افضل ان میں کوئی نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی بے مثال مہمان نوازی کا حیرت انگیز واقعہ

ابان بن عثمان سے روایت ہے کہ ایک شخص نے یہ چاہا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کچھ ضرور پہنچانا چاہیے۔ اس نے تمام سرداران قریش کے پاس جاکر کہا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو کہا ہے کہ صبح کا کھانا میرے یہاں کھائیں۔

لوگوں نے اس کے کہنے پر عمل کیا۔ صبح کو سب سردار حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے گھر میں جمع ہوئے۔ حتیٰ کہ گھر میں جگہ بھی نہ رہی۔

آپؓ نے ان کے آنے کا حال پوچھا۔ انہوں نے ماجرا بیان کیا کہ تمہارا پیام فلانے کی معرفت اس وقت کی دعوت کا پہنچا تھا۔

آپؓ نے سنتے ہی میوہ خرید کر ان کے سامنے رکھ دیا اور کچھ لوگوں کو کھانے پکانے کے لئے متعین کر دیا۔ ہنوز سرداران میوہ نہ کھا پائے تھے کہ دسترخوان بچھایا گیا اور سب کھا پی کر چلے گئے۔ آپؓ نے اپنے پرداران سے پوچھا کہ جس قدر آج خرچ ہوا ہے اتنا روز ہو سکتا ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا۔ ہاں ہو سکتا ہے۔

آپؓ نے فرمایا کہ تو ہر روز یہ لوگ صبح کو یہاں ہی کھایا کریں۔ (قصص الاولیاء) حصہ دوم

حضرت مصعبؓ ابن عمیر کے زہد ومحبت کا واقعہ

محمد ابن کعب قرظی سے مروی ہے فرمایا مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس نے حضرت علیؓ سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے۔ ناگاہ ابن عمیر ظاہر ہوئے ان پر صرف ایک پیوند لگی چادر تھی جس میں کھال کا پیوند تھا۔

انہیں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو دیئے کیونکہ وہ بڑے تنعم میں تھے۔ اور آج ان کی یہ حالت تھی۔

اسے ابونعیم نے اربعین صوفیہ میں روایت کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مصعب ابن عمیرؓ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا۔ ان پر دنبہ کی کھال تھی جس کا کرتہ پہنا تھا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو اس شخص کو جس کا قلب اللہ تعالیٰ نے منور کیا ہے۔ میں نے اس کو اس کے ماں باپ کے سامنے دیکھا ہے کہ جن کے وقت ان کے لئے عمدہ کھانا پینا مہیا کر دیتے تھے اور میں نے ان کے جسم پر ایک حلہ دیکھا۔ جسے میں نے دو سو درہم پر خریدا تھا۔ پھر اسے اللہ اور رسول کی محبت نے اس حالت کی طرف بلایا جسے تم دیکھتے ہو۔ اس روایت کو حسن بن سفیان اور عبدالرحمٰن سلمیٰ اربعین میں اور ابونعیم نے اربعین صوفیہ میں نقل کیا ہے۔

مصعب ابن عمیر رضی اللہ عنہ یوم احد میں شہید ہوئے ان کے کفن کے واسطے سوائے ایک کمبل کے کچھ میسر نہ ہوا۔ جب اس کو سر کی طرف کھینچتے تو پاؤں کھل جاتے اور اگر پاؤں کی طرف کھینچا جاتا تو سر کھل جاتا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے سر کی طرف کھینچو اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو۔ اور بعض ہم میں سے وہ

ہیں جن کے عمل کا پھل پک گیا اور وہ اسے توڑتے ہیں۔

مرفوع۔ (قصص الاولیاء صفحہ ۲۹۹)۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کا حیرت انگیز واقعہ

حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کے لئے بڑی تکلیفیں برداشت کی تھیں۔ حتیٰ کہ ان کو آگ کے انگاروں پر لٹا کر گھسیٹا گیا اور وہ آگ تب بجھی جب کھال جل کر گوشت اور پھر خون اور چربی نکلی۔ جب وہ بیمار ہوئے اور ان کی عیادت (مزاج پرسی) کے لئے لوگ ان کے پاس گئے۔ تو لوگوں نے ان سے کہا۔ آپ کو خوشخبری ہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حوض کوثر پہ پہنچیں گے۔ یہ بات سن کر حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کی چھت اور زمین کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ اس کا جواب بھی تو دینا ہے۔ میں اس گھر میں رہتا ہوں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے اتنا سامان کافی ہے جتنا مسافر اپنی ضرورت کے لئے لے کر جاتا ہے۔ اب میں اتنے بڑے گھر میں رہتا ہوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کے باوجود آپ کے سامنے کس منہ سے جاؤں گا۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا واقعہ

جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت قریب آیا تو حاضرین نے دیکھا کہ سلمان پریشان ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ حضور! پریشانی کی کیا وجہ ہے؟ آپ تو خیر میں بہت زیادہ آگے بڑھے ہوئے ہیں اور بڑی بڑی فتوحات میں حصہ لیا ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے اس چیز کی گھبراہٹ اور پریشانی ہے کہ ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جدائی کے وقت ہم سے عہد لیا تھا کہ تم کو صرف اتنا سامان کافی ہونا چاہئے جتنا مسافر ساتھ لے کر چلتا ہے تو چونکہ میں اس وعدے پر قائم نہیں رہا۔ اس لئے فکر مند ہوں۔

راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو ان کا سامان اور مال جمع کیا گیا تو اس سارے مال کی قیمت صرف پندرہ درہم (یعنی چار روپے) تھی دوسری روایت میں ہے کہ جب اس کو بیچا گیا تو چودہ درہم (یعنی ساڑھے تین روپے) میں فروخت ہوا۔

(ابن حبان و طبرانی)

حضرت ابن عباسؓ کا بیٹے کے انتقال پر صبر کا حیرت انگیز واقعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ان سے لڑکے کی وفات کی خبر سنائی۔ آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ایک عیب کو چھپایا ہے اور مشقت کو ٹالا اور ثواب پہنچایا۔ پھر اتر کر دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ جو کچھ خدا تعالیٰ کا ہم کو حکم تھا وہ ہم کر چکے۔ یعنی خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ :۔ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ ط (یعنی نماز اور صبر سے مدد طلب کرو مصیبت کے وقت) تو ہم نے دونوں باتیں ادا کیں۔

(فائدہ) حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اپنے ایک بیمار لڑکے کے پاس گئے اور فرمایا کہ جان پدر! اگر تو میری ترازو میں ہو تو میرے نزدیک اس سے اچھا ہے کہ میں تیری ترازو میں ہوں اس نے عرض کیا کہ آپ کی مرضی کے موافق اگر ہو تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میری مرضی کے موافق ہو۔

خلاصہ حضرت عمرؒ کے اس قول کا یہ ہے کہ اگر تو وفات پائے اور میں صبر کروں تو اس سے اچھا اس کو سمجھتا ہوں کہ میں وفات پاؤں اور تو صبر کرے یعنی جزائے صبر میرے نامۂ اعمال میں رہے۔ اور حاصل لڑکے کے جواب کا ظاہر ہے کہ جو بات والد کو محبوب دیکھیں اس کو محبوب جاننا۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو کوئی مصیبت آئے اور وہ اس میں کپڑے پھاڑ ڈالے یا چھاتی کوٹے تو ایسا ہے کہ نیزہ لے کر خدا تعالیٰ سے لڑنے کو تیار ہوا۔ (قصص الاولیاء)

حضرت عمر اور حضرت بلال کی کمال ایمان کی شہادت کا حیرت انگیز واقعہ!!!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلالؓ! کس چیز سے تم مجھ سے پہلے جنت میں پہنچے؟ میں جب جنت میں داخل ہوتا ہوں تو اپنے سامنے تمہاری آواز سنتا ہوں۔ میں کل شب جنت میں داخل ہوا تو میں نے تمہاری آواز سنی میں ایک اونچے مربع سونے کے محل میں پہنچا۔ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ تو کہا گیا۔ اہل عرب سے ایک شخص کا ہے۔ میں نے کہا۔ میں عربی ہوں۔ یہ محل کس کا ہے؟ تو کہا گیا ایک شخص قریش کا ہے!

میں نے کہا۔ میں قریشی ہوں۔ یہ محل کس کا ہے؟

کہا گیا۔ یہ امت محمدیہ میں سے ایک شخص کا ہے۔

میں نے کہا۔ میں محمدؐ ہوں۔ یہ محل کس کا ہے؟

تو کہا گیا۔ عمر بن خطابؓ کا ہے۔

حضرت بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! جب میں اذان کہتا ہوں تو دو رکعت نماز ادا کر لیتا ہوں اور جب میرا وضو ٹوٹتا ہے تو میں وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔

آپؐ نے فرمایا یہی وجہ ہے۔ (قصص الاولیاء)

حضرت ابوالدحداحؓ کا اللہ تعالیٰ کو قرض دینے کا حیرت انگیز واقعہ

قرآن مجید کی آیت

من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا ط

کون شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض دے اچھے طور پر قرض دینا۔ نازل ہوئی تو حضرت ابوالدحداحؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا میرے پاس دو باغ ہیں دونوں باغ خدا تعالیٰ کو قرض دیتا ہوں آپؐ نے فرمایا ایک باغ اپنے اہل و عیال کے گزارہ معاش کے لئے رہنے دو۔ حضرت ابوالدحداحؓ نے کہا یا رسول اللہؐ ان میں جو بہترین باغ ہے جس میں چھ سو کھجور کے درخت ہیں اللہ کے راستہ میں دیتا ہوں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس کے عوض جنت میں باغ دے گا۔ حضرت ابوالدحداح اس باغ کی طرف گئے جو اللہ تعالیٰ کی نذر کر آئے تھے باغ سے باہر کھڑے ہو کر اپنی بیوی کو آواز دی کہ باغ سے بچوں کو لے کر باہر آجاؤ یہ باغ اپنے مولا کو قرض دے چکا ہوں ام دحداحؓ نے شوہر کا یہ کلام سنتے ہی اول تو مبارک باد دی اور فرحت و

خوشی کا اظہار کیا اور بچوں کی طرف متوجہ ہوئیں، بچے جو پھل دامنوں میں لے رہے تھے وہ دامن سے جھٹک دیئے جو کھجوریں بچوں کے منہ میں تھیں وہ انگلی ڈال کر نکال دیں اور بچوں سے کہا اس باغ سے نکلو یہ باغ اللہ کو قرض دے دیا ہے۔ اور اُسی وقت دوسرے باغ میں منتقل ہو گئیں۔ (درس قرآن ج ۱ صفحہ ۴۹۶)

قلب مصطفےٰ میں صحابہؓ کا مقام

حضور علیہ السلام کو بعد از ہجرت کافی مدت کے بعد بیت اللہ شریف کے طواف کا موقعہ ملا صحابہ کرامؓ میں سے متعدد افراد بخار کی وجہ سے دبلے پتلے ہو گئے تھے حضور علیہ السلام کا قلب اطہر برداشت نہ کرتا تھا کہ کفار صحابہ کرامؓ کو اس حالت میں دیکھیں اس کے ازالہ کیلئے نبی کریمؐ نے فرمایا صحابہ کرامؓ بوقت طواف کعبہ کندھے ہلا کر چلیں تاکہ کفار پر رعب پڑے۔

اس میں دو مطلب مخفی ہیں ایک تو یہ کہ قلب مصطفیٰ میں صحابہ کرامؓ کا مقام کیا تھا گویا حضور علیہ السلام ہر حالت صحابہ کرامؓ کو بہادر طاقت ور توانا دیکھنا چاہتے تھے دوسرے یہ کہ ایسی حالت میں دیکھنا چاہتے تھے کہ صحابہ کرامؓ کے ایمان وعمل تو در ہے ان کے جسم کی طاقت پر بھی کوئی اعتراض نہ کرنے پائے۔

تیسرے یہ کہ یہ کندھے ہلانا اگرچہ تکبر میں داخل تھا مگر صحابہ کرامؓ کے لئے شارع علیہ السلام نے وقتی طور پر جائز قرار دے دیا۔

چوتھے یہ کہ سرور کائنات اور مولائے کائنات کو صحابہؓ کرام کا یہ عمل اور طرز عمل ایسا پسند آیا کہ قیامت تک حاجی کرتے رہیں گے اور بغیر بفرمان رسول کندھے ہلا کر صحابہ کرامؓ کے اس عمل کی یاد تازہ کرتے رہیں گے۔

بیت المقدس کی فتح کے بعد صحابہؓ کا یکدم سیر کرنے سے رک جانا

فاروق اعظمؓ نے بیت المقدس فتح کیا تو فوج نے عرض کیا یا حضرت! جب کوئی شہر فتح ہو جائے تو اس شہر کی سیر کی جاتی اس لئے ہمیں اجازت دی جائے تاکہ ہم بیت المقدس کے شہر کی سیر کریں حضرت فاروق اعظمؓ نے ان کو اجازت دے دی فوج حضرت سے جدا ہو کر تھوڑی دیر میں واپس آگئی حضرت فاروق اعظمؓ نے دریافت فرمایا کہ اتنی جلدی میں تم نے سیر کر بھی لی؟ جواب دیا کہ یا حضرت! آپ سے اجازت لے کر ہم ایک گلی سے گذرے تو سامنے ہمیں ایک سات منزلہ عمارت نظر آئی جب ہم نے اس کی چھت پر دیکھا تو ایک عورت ننگے سر اپنے بھیگے ہوئے بال خشک کر رہی تھی ہم نے فوراً آنکھیں نیچی کر لیں کہ کہیں مولائے کریم ہم پر ناراض نہ ہو جائیں ہم واپس ہوئے کہ اس شہر میں ایسی بری عادت ہے ہو سکتا ہے کہ دوسرے مقام پر ہماری نگاہیں خلاف شریعت عمل پر نہ پڑ جائیں اور ہم بھی شہادت میں نہ پکڑے جائیں۔

جب فوج اس قدر باعمل تھی تو فتح و نصرت ان کے قدم چومتی تھی۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کا فرمان نبوی کی تعمیل کرنے کا واقعہ

حضرت ابوذر غفاریؓ ایک غلام سے لڑ رہے تھے اسی اثناء میں انہوں نے اس کے نسب پر طعن کیا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر شکایت کر دی حضور صلی اللہ

باقی صفحہ ۲۶ پر

چلتے چلتے

پیشکش
حافظ محمد حنیف ندیم

حضرت مولانا محمد سلیمان طارق کی یاد میں

آسماں انکی لحد پہ شبنم افشانی کرے

- علماء اور اہل اللہ ایک ایک کر کے رخصت ہو رہے ہیں۔ وعظ و نصیحت کی محفلیں سونی ہو رہی ہیں۔
- بعض جہلاء "پکی روٹی" پڑھ کر مولانا، اور علامہ کہلوانے لگے۔
- استادوں سے ڈنڈے کھا کر جس کا ستھن میں پیشاب پاخانہ نکل جاتا تھا اور وہ مرغا بھی بنتا تھا وہ غبی نبی بن بیٹھا یہ علامات قیامت نہیں تو اور کیا ہیں

حضرت مولانا محمد سلیمان طارقؒ کے نام سے کون ہے جو واقف نہیں ہوگا وہ ملک کے نامور خطیب تھے خصوصاً پنجابی زبان میں جس انداز اور لب و لہجے میں وہ تقریر فرمایا کرتے تھے ایسا انداز بیان اور اسالیب و لہجہ ان کے دوسرے معاصرین میں بہت کم دیکھنے میں آیا اللہ تعالیٰ نے انہیں لحن داؤدی سے نوازا تھا جب قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو مجمع پہ کیف و سرور چھا جاتا اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک سناٹا طاری ہو جاتا۔ موقع محل کی مناسبت سے وہ اپنی خطابت کو اردو اور پنجابی اشعار سے سجایا کرتے تھے جب وہ اپنے مخصوص انداز میں اشعار پڑھتے تو مجمع جھوم اٹھتا تھا اکثر و بیشتر وہ اشعار پڑھتے وقت پورے مجمع کو ہمنوا بنا لیتے اور مجمع بھی وہ اشعار جھوم جھوم کر مولانا مرحوم کی آواز کے ساتھ آواز ملا کر پڑھتا تھا۔ ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ان کی خطابت میں پیچ و تاب رازی تھا البتہ سوز و ساز رومی ضرور کہہ سکتے ہیں۔

گذشتہ دنوں وہ آواز جس پر عوام جھوم اٹھتے تھے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گئی اور اپنی یادیں چھوڑ گئی۔ مولانا محمد سلیمان طارق مرحوم اب وہاں جا چکے ہیں جہاں سے کوئی جانے والا واپس نہیں آیا اب وہ شہر خموشاں کے باسی ہیں جہاں ہم سب نے جانا ہے۔ ایک دور تھا جب تقریریں سننا اپنا شوق تھا اگر مجھے یہ پتہ چلا جاتا کہ فلاں جگہ جلسہ ہے اور فلاں فلاں مقرر حضرات وہاں پہنچ رہے ہیں تو جیب میں پیسے نہ بھی ہوتے تو ادھار لے کر وہاں پہنچتا اور تقریریں سنتا تھا لیکن اب وہ شوق ختم ہو گیا اس لئے ختم ہو گیا کہ جن بزرگوں کو دیکھا اور سنا وہ سب ایک ایک کر کے اپنے رب کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ نگاہیں انہیں ڈھونڈتی ہیں وہ نظر نہیں آتے۔ کان ان کی آواز کو ترس گئے جائیں تو کہاں اور سنیں تو کس کو:۔

آج علماء کرام اور اہل اللہ ایک ایک کر کے رخصت ہو رہے ہیں جو جاتا ہے اس کی جگہ پُر نہیں ہوتی اس کے باوجود اس قحط الرجال کے دور میں ایسے حق گو علماء اور خطباء موجود ہیں جو حق بات کہنے سے نہیں چوکتے۔ البتہ کچھ ایسے بھی ہیں جن پر یہ کہاوت صادق آتی ہے۔

"نیم ملا خطرۂ ایمان نیم حکیم خطرۂ جان"۔

وہ مولوی عالم کچھ نہیں ہوتے بس "پکی روٹی" کتاب پڑھ کر مولانا کہلوانے لگے۔ "اس کے بعد "یوسف زلیخا" کا مطالعہ کیا تو عالم اور علامہ بن گئے یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے کہ جاہل عالم کہلوانے لگیں گے یہ نشانی حدیث نبویؐ میں موجود ہے۔ بات سے بات نکلتی ہے جب جاہل عالم یا علامہ بن گئے تو ایک پرائمری فیل جو ابتدائی تعلیمی دور میں استادوں کے سامنے مرغا بنا اور ان سے ڈنڈے کھائے یہاں تک کہ اس کا ستھن میں پیشاب پاخانہ بھی نکل جاتا تھا وہ ذہن کا غبی بن گیا نبی ـــــ یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس جھوٹے پیدا ہوں گے اور وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے تو جناب یہ دور بھی ایسا ہے کہ جاہل عالم بن گئے اور غبی، نبی بن بیٹھے۔

آپ کے ذہن میں یہ بات آگئی ہوگی کہ وہ کون تھا جس کو میں نے غبی لکھا اور اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ـــــ تو جناب! اس کا نام نامی تھا مرزا قادیانی ـــــ المتوطن قادیان ضلع گورداسپور پنجاب تھے۔ اگر کوئی شخص یہ پوچھے کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ صرف نبی بلکہ نبی الانبیاء اور خاتم الرسل مانتے ہو تو تمہارے پاس اس کی دلیل کیا ہے؟ تو میرا جواب صرف ایک ہی ہے اور ایک ہی ہوگا کہ میں بغیر کسی دلیل کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی، رسول، نبی الانبیاء اور خاتم الرسل مانتا ہوں اور آپؐ کے بعد ہر مدعی نبوت کو کذاب اور دجال سمجھتا ہوں۔

اگر آپ کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ مرزا قادیانی کے متعلق کیا خیال ہے تو میرا ایک ہی جواب ہے اور یہ جواب ہوگا کہ میں اسے بغیر کسی دلیل کے جھوٹا، دجال، ملعون اور مرتد و زندیق سمجھتا ہوں اور اگر آپ کا اصرار ہو کہ آخر کوئی نہ کوئی دلیل تو ضرور ہونی چاہئے تو میرے نزدیک اس کا جواب یہ ہوگا کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کذاب اور ایک روایت میں دجال کہا ہے۔ اس لئے وہ دجال اور کذاب تھا۔

آپ کہیں گے کہ ہم نے قرآن وحدیث کو بغور پڑھا کہیں بھی مرزا قادیانی کا نام نہیں آیا یہ تو قرآن وحدیث پر صریح الزام ہے تو میرا جواب یہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ قیامت سے پہلے تیس دجال آئیں گے اور ان کی نشانی یا پہچان یہ ہوگی کہ وہ نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ بتایئے! مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا یا نہیں؟ یقیناً اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو جب مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو ہمیں پھر مرزا کے جھوٹا ہونے کی دلیل مانگنے کی کیا ضرورت ہے ہمیں تو صدق دل سے اقرار کرلینا چاہئے کہ:

صدق رسولہ النبی الکریم۔

ہاں! تو میں عرض کررہا تھا کہ جاہل کا اپنے کو مولانا اور مولانا سے عالم پھر عالم سے علامہ کہلوانا تیس جھوٹے مدعیان نبوت کا اٹھنا یہ قیامت کی نشانیاں ہیں۔ انہیں نشانیوں میں ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اہل علم کم ہوجائیں گے۔ فتنوں کا پے درپے ظہور ہوگا اور وہ برساتی مینڈکوں کی طرح اس طرح اٹھیں گے جس طرح تسبیح کا دھاگا ٹوٹ جائے اور دانے یکے بعد دیگرے یعنی لگاتار گرنا شروع ہوجاتے ہیں، آدمی صبح کو مومن ہوگا شام کو کافر، شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ـــــــ اگرچہ ابھی مکمل طور پر ایسی صورت حال پیدا نہیں ہوئی لیکن آثار وقرائن ظاہر ہونا شروع ہوگئے ہیں۔ علماء کرام جو علم نبوت کے وارث ہیں ان کا یکے بعد دیگرے دنیا سے رخصت ہونا مذکورہ بالا علامات کا پیش خیمہ ہیں۔

جو دور گذر چکا ہے وہ آنے والے دور سے بہرحال بہیں اچھا ہے کہ گو فتنے پہلے بھی پیدا ہوتے رہے اور ان کا انسداد بھی ہوتا رہا لیکن وہ دور آج کے اور آنے والے دور سے اچھا تھا گذرے دور کو میں اس لئے بھی اچھا کہتا ہوں کہ جتنا ہم پیچھے کی طرف جائیں گے وہ دور چلتے چلتے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے جاکر مل جائے گا اور اس دور سے بہتر دور نہ ہوا نہ آئندہ ہوگا اسی لئے آپؐ نے فرمایا:-

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم۔

یعنی سب سے اچھا زمانہ میرا ہے پھر اس کے بعد کا پھر اس کے بعد کا ـــــــ اور یہ بعد والا زمانہ خلافت راشدہ کا ہے۔ گذرے دور پر مجھے ایک واقعہ یاد آگیا۔

مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تقریر کے دوران کسی مسئلہ کو گھریلو چٹکلوں مثالوں اور عام فہم واقعات سے سمجھایا کرتے تھے یہ خوبی اور کمال ان کی منفرد خصوصیت تھا۔ ایک مرتبہ انہوں نے ایسے ہی مسئلہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے یہ واقعہ بیان فرمایا، کہتے ہیں کوئی بزرگ دال روٹی بیچنے کا کاروبار کرتے تھے لیکن وہ ساتھ ہی تازہ روٹی کے ساتھ باسی روٹی بھی رکھتے تھے جب ان کے پاس کوئی گاہک آتا تو وہ پوچھتے میاں باسی روٹی کھاؤ گے یا تازہ ـــــــ گاہک پہلے تو حیران ہوتا پھر یہ خیال کرکے کہ باسی سستی ہوگی اپنے پیسے کیوں نہ بچاؤں۔ وہ پوچھتا کہ باسی روٹی کتنے کی اور تازہ روٹی کتنے کی ہے؟ وہ فرماتے! باسی روٹی دو آنے اور تازہ روٹی ایک آنے میں ملے گی۔ گاہک یہ سن کر حیران ہوجاتا اور تازہ روٹی مانگتا۔ یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا آخر ایک مرتبہ گاہک نے یہ پوچھ ہی لیا کہ جناب! یہ باسی روٹی کی قیمت زیادہ کیوں ہے؟ انہوں نے فرمایا تم اس کی حکمت اور قدر وقیمت کو کیا سمجھوگے۔ آخر اس نے حد سے زیادہ اصرار کیا تو انہوں نے فرمایا سر پچھلے زمانہ کی طرف نگاہ دوڑاؤ جوں جوں پیچھے کی طرف جاؤ گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آجائیگا یہ باسی روٹی $\frac{11}{12}$ گھنٹے پہلے کی ہے جو حضورؐ کے زمانہ کے قریب ہے تازہ روٹی $\frac{11}{12}$ گھنٹے بعد کی ہے جو آپؐ کے زمانہ سے دور ہوگئی میرے نزدیک باسی روٹی کی اہمیت اور قدر وقیمت تازہ روٹی کی نسبت زیادہ ہے اور میں اسی قرب زمانی کی وجہ سے ہمیشہ باسی روٹی استعمال کرتا ہوں۔

اس واقعہ سے یہی بات ثابت ہوئی کہ جو زمانہ گذر گیا وہ اچھا تھا اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک کے قریب تھا۔ اب جو دور آئے گا سوائے حضرت امام مہدی علیہ الرضوان اور سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مبارک کے (وہ فتنوں کا دور ہوگا اللہ تعالیٰ ہمیں فتنوں کے شر سے محفوظ فرمائے آمین۔ ایسے فتنوں سے بچنے کا ایک علاج یہ ہے کہ ہم اختیار علی السلف پر عمل کریں اور وہ قرآن وسنت کی روشنی میں ہمارے لئے جو راستہ متعین فرماگئے ہیں اس پر عمل پیرا رہیں۔

آپ سوچیں گے کہ یہ چلا کہاں سے اور چلتے چلتے پہنچ کہاں گیا ـــــــ یہ احساس آپ کو ہی نہیں مجھے بھی ہے کہ ذکر تو مولانا محمد سلیمان طارقؒ مرحوم کا ہورہا تھا درمیان میں اپنی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مشن شروع کردیا۔ یعنی تحفظ عقیدہ ختم نبوت اور رد فتنۂ قادیانیت ـــــــ لیکن یہ بات آپ کو معلوم ہونی چاہئے کہ اس مشن میں سب علماء اور خطباء بھی ہمارے ہمنوا ہیں۔ مولانا محمد سلیمان طارقؒ نے ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے خلاف تقریر کرنے کے جرم میں جیل کی صعوبتیں برداشت کیں بلکہ وہ تو اس مصرع کے مصداق تھے ؎

بڑھتا ہے ذوق جرم یاں ہر سزا کے بعد

مولانا مرحوم کا واقعہ ہے کہ گذشتہ سے پہلے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں جلسہ تھا مولانا نے اس میں ختم نبوت کے موضوع پر زبردست تقریر کی مرزا قادیانی کو دعوائے نبوت کرنے کی وجہ سے کافر کہا اور مجمع سے بھی کہلوایا ان کی تقریر سے مرزائی سٹپٹا گئے اور انہوں نے پولیس کا دروازہ کھٹکھٹایا یہ وہ دور تھا جب قادیانیوں کی چلتی تھی وہ ذرا سا اشارہ کرتے انتظامیہ فوراً حرکت میں آجاتی مولانا کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ابھی صبح نہیں ہوئی تھی کہ مولانا کو پابند سلاسل کرکے جیل میں بند کردیا پندرہ بیس دن جیل میں رہے پھر انہیں رہا کردیا گیا۔ مولانا جمعیت علماء اسلام سے متعلق تھے اس لئے جمعیت کی ایک حریف جماعت نے یہ پروپیگنڈہ شروع کردیا کہ جمعیت کے ایک بہت بڑے خطیب معافی مانگ کر جیل سے باہر آگئے۔ اس کے چند ہی دن بعد لاہور میں جمعیت کے زیر اہتمام بہت بڑی آئین شریعت کانفرنس منعقد ہونا تھی جس میں جمعیت کے کارکنوں نے قافلوں کی شکل میں پہنچنا تھا۔ اس صورت حال سے فیصل آباد والوں نے فائدہ اٹھایا اور ایک دن پہلے دھوبی گھاٹ

ملیا کانفرنس رکوالی کانفرنس میں وزیرستان، ڈیرہ اسمٰعیل خان، لیہ بھکر ضلع فیصل آباد اور شہر سے کم و بیش پچاس ہزار افراد نے شرکت کی اس میں مولانا محمد سلیمان طارقؒ نے بھی تقریر کی تقریر وہی کی جو توبہ میں کی تھی انتظامیہ پھر حرکت میں آگئی گرفتاری کا آرڈر ہوگیا جب پولیس مولانا کو گرفتار کرنے کے لئے پہنچی تو مولانا نے یہ کہہ کر ہاتھ آگے بڑھا دیئے ؎

ادھر آپیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں!!

میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ مولانا محمد سلیمان طارقؒ مرحوم ہوں یا دوسرے خطباء حضرات حق گوئی و بے باکی انہیں اپنے اسلاف سے وراثت میں ملی ہے۔ انہیں دنوں احقر کی مولانا سے دوستی ہوئی اور وجہ یہ بنی کہ مولانا مرحوم جب جیل میں تھے تو اسی دوران ان کے بھائی کا انتقال ہوگیا میں نے ہفت روزہ ترجمان اسلام میں مولانا کے بھائی کی وفات پر تعزیتی نوٹ لکھا آپ جب رہا ہوئے تو سیدھے لاہور پہنچے اور میرا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ ہمارے اتنے رسالے ہیں کسی نے بھی ایک لفظ نہیں لکھا میں نے کہا مولانا یہ میرا فرض تھا جو ادا کیا آپ اپنی ذات کے لئے جیل نہیں گئے حضورؐ کی عزت و ناموس اور ختم نبوت کے لئے جیل گئے تھے ایسے میں اگر میں نے تعزیتی نوٹ لکھ دیا تو یہ آپ پر احسان نہیں یہ غم آپ کا ہی نہیں ہم سب کا غم ہے۔ اس کے بعد جب بھی ملاقات ہوتی سلام و کلام مصافحہ و معانقہ کے بعد یہی فرماتے۔ "بھائی حنیف! تمہیں دیکھ کے میںنوں اپنا بھائی یاد آجاندا اے تیرے احسان نوں میں بھل نہیں سکدا"، میں یہ سن کر بات کا رخ فوراً دوسری طرف موڑ دیتا۔

مولانا مرحوم نے تحریک احیائے سنت کے نام سے ایک تنظیم قائم کی ہوئی تھی آپ کی تقریر جب پورے جوبن پر ہوتی تو ایک دم مجمع کے سامنے جھولی پھیلا لیتے اور فرماتے میں تقریر جب پوری کروں گا جب آپ مجھے ایک چندہ یا بھیک دیں میں دولت نہیں مانگتا پیسے نہیں مانگتا "دستو! چندہ دیو گے" پورا مجمع بیک آواز کہتا، "دیں گے"۔ پھر فرماتے "اچھا دیو گے ہتھ کھڑے کر کے میرے نال وعدہ کرو"۔ لوگ ہاتھ کھڑے کر کے وعدہ کرتے اور آپ ان سے ڈاڑھی رکھنے کی اپیل کرتے اس کے بعد اپنے مخصوص پنجابی انداز اور زبان میں آسمان کی طرف منہ کر کے کہتے "اللہ میاں! میں نے انہاں توں گنہگاراں کے پرچہ پر چوہے وعدہ کرالیا ہن انہاں نوں پکا کرنا تیرا کم اے"۔ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ ان کی یہ تحریک کامیاب رہی اور ہزاروں افراد نے ان کی اپیل پر ڈاڑھی رکھ لی اس تحریک کی وجہ سے آپ حدیث نبویؐ کا مصداق بن گئے جس میں فرمایا گیا ہے کہ "جس نے میری امت کے فساد کے وقت میری ایک سنت کو زندہ کیا اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا"۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ خدمت قبول فرمائے آمین۔

حضرت مولانا محمد سلیمان طارقؒ ہمارے حضرت، مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم مرکزی نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پھوپھی زاد بھائی تھے اس لئے مولانا مرحومؒ کی وفات کا صدمہ ان کے جملہ قرابت داروں اور پسماندگان کا ہی صدمہ نہیں ہم سب کا صدمہ ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی دینی خدمات کو قبول فرماتے ہوئے ان کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے ؎

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

قادیانیت
علامہ اقبالؒ کی نظر میں

پروفیسر عمر حیات عاصم سیال جامعہ کراچی

قادیانی تحریک دن بدن سکڑتی جا رہی ہے اس کے مٹنے کے دن قریب ہیں اس حالت کو دیکھ کر قادیانی حضرت مسلم زعماء کی پرانی تحریروں سے حوالے نوٹ کر کے اپنا وقت گزار رہے ہیں علامہ اقبال سے متعلق بھی یہ پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ آپ قادیانیت کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے تھے حالانکہ آپ نے قادیانیت کے بارے میں فرمایا:۔

"ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت سے بیزار ہوا تھا جب ایک نئی نبوت بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی جب میں نے تحریک کے ایک کارکن کو اپنے کانوں سے آنحضرتؐ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا"

(بحوالہ احمدیت اور اسلام)

مرزا غلام احمد کے بیٹے مرزا بشیر نے (سیرت المہدی) میں علامہ اقبال کی قادیانیت سے نفرت کا اعتراف کیا ہے:۔

"ڈاکٹر سر محمد اقبال اپنی زندگی کے آخری ایام میں احمدیت کے شدید طور پر مخالف تھے اور ملک کے نو تعلیم یافتہ طبقہ میں احمدیت کے خلاف جو زہر پھیلا ہوا ہے اس کی بڑی وجہ ڈاکٹر اقبال کا مخالفانہ پروپیگنڈا تھا"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ ۲۴۹)

علامہ اقبال طالب علمی کے زمانہ سے ہی قادیانیت سے متنفر تھے اس کا اظہار فرماتے رہتے تھے ایک دفعہ آپ نے فرمایا:۔

"قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے"

اقبال اور محبت رسول۔ ڈاکٹر محمد طاہر فاروق۔ اقبال اکیڈمی۔

علامہ اقبال نے زندگی کے آخری ایام میں اپنے بھتیجے جسٹس اعجاز احمد جو کلکتہ میں تعینات تھے اپنے بچوں کا سوال

اس لئے مقرر نہ کیا کہ وہ قادیانی تھے اس کی جگہ آپ نے سر راس مسعود کو خط لکھا جس میں انہیں اعجاز احمد سے متعلق اپنے خیالات سے آگاہ کیا۔

(بحوالہ۔ اقبالیات جنوری۔ مارچ ۱۹۹۲ء اقبال اکیڈمی بعنوان خطوط کا حشر)

مسلمانوں میں قادیانیت سے نفرت اس سے پہلے موجود تھی اس کی ایک مثال بہاولپور کا مشہور مقدمہ ہے جو ایک خاتون نے اپنے خاوند کے خلاف ۱۹۲۶ء میں دائر کیا جس میں موقف یہ تھا کہ میرے شوہر قادیانی ہوگئے ہیں لہٰذا یہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں نکاح کی منسوخی کا حکم نامہ جاری کیا جائے اس مقدمہ کے فیصلے میں جو کتاب کی شکل میں چھپا یہ مقدمہ نو سال تک جاری رہا آخر کار ڈسٹرکٹ جج بہاولنگر جناب محمد اکبر صاحب نے اپنے فیصلے میں لکھا:۔

"مدعا علیہ قادیانی عقائد اختیار کرنے کی وجہ سے مرتد ہوچکا ہے لہٰذا اس کے ساتھ مدعیہ کا نکاح تاریخ ارتداد مدعا علیہ سے فسخ ہوچکا ہے۔"

(مقدمہ بہاولپور شائع کردہ محفل ارشادیہ سیالکوٹ ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۸۲)

انگریزوں نے مسلمانوں سے اقتدار حاصل کیا تھا انہوں نے مسلمانوں میں جذبہ جہاد ختم کرنے کے لئے بہت سے منصوبے بنائے ان میں ایک تھا کہ مسلمان صرف وحی سے متاثر ہوتے ہیں لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ انہیں بتایا جائے کہ ان پر خود خدا تعالیٰ نے حکومت برطانیہ کی اطاعت فرض کی ہے اور اس نے جہاد کو منسوخ قرار دیا ہے اس کی ذمہ داری کے طور پر مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا علامہ اقبال نے اس سازش کو ۱۹۳۵ء میں بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مسلمانوں کے مذہبی تفکر کی تاریخ میں احمدیت کا موقف ہندوستان کی موجودہ سیاسی غلامی کی تائید میں الہامی بنیاد فراہم کرنا ہے۔"

(احمدیت اور اسلام صفحہ ۴۹)

علامہ اقبال نے اپنے مندرجہ بالا بیان کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"مسلمان عوام کو جن میں مذہبی جذبہ بہت شدید ہے صرف ایک چیز قطعی طور پر متاثر کرسکتی ہے یعنی وحی کی سند لہٰذا راسخ العقاید کو مؤثر طریق پر جڑ بنیاد سے اکھیڑنے اور مذکورہ بالا سوالات میں جو دینی نظریات مضمر ہیں ان کی ایک ایسی نئی تفسیر و تعبیر کرنے کے لئے جو سیاسی طور پر مفید مطلب ہوں یہ ضروری سمجھا گیا کہ اس کی بنیاد وحی پر رکھی جائے یہ بنیاد احمدیت نے فراہم کردی خود احمدیوں کا دعویٰ ہے کہ برطانوی شہنشاہیت کی یہ سب سے بڑی خدمت ہے جو انہوں نے سرانجام دی ہے۔"

(احمدیت اور اسلام انگریزی ایڈیشن صفحہ ۱۲۶)

علامہ اقبال نے عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزا نبوت کے موجود ہیں یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے۔"

ان حوالہ جات سے قادیانیوں کے اس پروپیگنڈے کی تردید ہوتی ہے جو قادیانی حضرات اپنی مردہ تحریک کو جاری رکھنے کے لئے مسلمان مفکرین کے حوالے سے کرتے رہتے ہیں قادیانیوں کی اسلام مخالف سازشوں کے پیش نظر علامہ اقبال نے انگریز حکومت سے ۱۹۳۵ء میں مطالبہ کیا کہ انہیں الگ جماعت تسلیم کیا جائے آپ نے فرمایا:۔

"میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریق کار ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان ان سے ویسے ہی رواداری سے کام لے گا جیسے وہ باقی اہل مذاہب کے معاملے میں اختیار کرتا ہے۔"

(بحوالہ احمدیت اور اسلام)

مرزا غلام احمد روز اول سے اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ امت تصور کرتے تھے وہ اس تصور کی عام نشر و اشاعت بھی کرتے تھے لیکن اس کے باوجود اپنے آپ کو کہتے مسلمان ہی تھے وہ ایسا کیوں کرتے تھے اس کے متعلق علامہ اقبال نے فرمایا:۔

"اس امر کے سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور و فکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں علاوہ سرکاری ملازمتوں کے مفاد کے ان کی موجودہ آبادی جو چھپن ہزار ہے انہیں کسی اسمبلی میں ایک نشست بھی نہیں دلا سکتی اور اس لئے انہیں سیاسی اقلیت بھی نہیں مل سکتی یہ واقعہ اس امر کا ثبوت ہے کہ قادیانیوں نے اپنی جداگانہ سیاسی حیثیت کا مطالبہ نہیں کیا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مجالس قانون ساز میں ان کی نمائندگی نہیں ہوسکتی۔"

(احمدیت اور اسلام)

فون نمبر:۔
دوکان 354840
رہائش 354795
مفت مشورہ برائے خدمتِ خلق
ہمارے پاس شفا کی کوئی گارنٹی نہیں • شفا کی گارنٹی صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ پچکے گال پتلے کمزور جسم کو مضبوط سمارٹ۔ خوبصورت۔ طاقتور بنانے کیلئے۔ بھوک۔ ہاضمہ۔ تبخیر گیس۔ خون کی کمی۔ بلغم۔ نزلہ۔ کھانسی۔ دمہ۔ حیض۔ لیکوریا پتھری۔ جنسی طاقت۔ احتلام۔ مثانہ کی گرمی۔ خاص مردانہ۔ زنانہ و بچوں کی امراض تمام پرانی بیماریوں کیلئے چالیس سال کی تجربہ شدہ
دیسی دواؤں کا مفت مشورہ
و جواب کیلئے جوابی لفافہ یا اس کی قیمت ارسال کریں۔ جمعہ کو ناغہ
حکیم بشیر احمد بشیر رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان فیصل آباد
محلہ غلام محمد آباد چاندنی چوک

اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

برمنگھم میں ساتویں عالمی ختم نبوت کانفرنس

ابو مریم

عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس سے کوئی مسلمان صرف نظر نہیں کر سکتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہی اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی کہ آپ کو پورے اس عالم کیلئے تا قیامت نبی بنا کر مبعوث فرمایا اور واضح اعلان فرمادیا کہ اب وہ سلسلۂ نبوت جس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام ہو ——— حضرت نوح علیہ السلام سے کیا گیا تھا وہ پیغمبر آخر الزماں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا گیا۔ اب نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی کوئی رسول اور کوئی ہادی امت نہیں آئے گا۔ آپ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اس اعلان خداوندی کی بنا پر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر اعلان فرمادیا کہ اگر کوئی میرے بعد تم سے اگر یہ کہے کہ میں نبی ہوں مجھ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغام اور احکامات آتے ہیں تو تم صاف طور کہہ دینا کہ تم جھوٹے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار رفیق غار مشیر خاص خلیفۂ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کے خلاف جہاد کیا اور اس کو کیفر کردار تک پہنچا کر دم لیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کا یہ معمول قیامت تک امت محمدیہ کیلئے مشعل راہ بن گیا اور جب بھی امت کے کسی فرد کی طرف سے اس قسم کا دعویٰ کیا گیا امت کے حکمرانوں نے اس کا خاتمہ کرنا عین ایمان سمجھا اور ایسے فرد کا منحوس ہستی سے نام و نشان مٹا دیا تقریباً ایک سو سال قبل برصغیر کے علاقہ قادیان کے ایک شخص مرزا غلام احمد نے دعویٰ کیا کہ وہ پیغمبر ہے اور اس کے پاس وحی آتی ہے۔ دعویٰ نہ صرف مضحکہ خیز ہی نہیں بلکہ عقل و دانش کے بھی خلاف تھا اس لئے ابتدا مسلمانوں نے اس کو دیوانہ کی بڑ سے تعبیر کیا لیکن جب اس کی طرف سے بانگ دہل اس کا اعلان ہونے لگا اور اس نے باضابطہ اپنی نبوت کی تبلیغ شروع کی تو مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہوا اور اس کی تحقیق و جستجو شروع کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس کے تانے بانے انگریز حکومت سے ملتے ہیں اور دوسرے فتنوں کی طرح اس فتنے کی جڑیں بھی حکومت انگریزی کی زمینوں میں مضبوطی سے گڑی ہوئی ہیں اور انگریزوں کا مقصد مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنا ہے۔ یہ حکومت انگریزوں کی تھی اس لئے حکومتی سطح پر ان کا تعاقب و مقابلہ ممکن نہ تھا اس لئے علمائے کرام نے سید الطائفہ حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ کی قیادت میں علمی طور پر مناظروں اور عدالتی مقدمات کے ذریعے اور امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی قیادت میں عوامی سطح پر اس کا مقابلہ شروع کیا۔ یہ سلسلہ قیام پاکستان تک چلتا رہا۔ قیام پاکستان کے بعد امکان تھا کہ یہ مسئلہ ختم ہو جائے گا لیکن دوسرے مسائل کی طرح پاکستان میں یہ مسئلہ بھی حل ہونے کے مراحل سے نہ گزر سکا اس صورت کے پیش نظر علمائے کرام نے مجلس تحفظ ختم نبوت کا پلیٹ فارم تشکیل دیا جس میں تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام کو جمع کر کے اس مسئلہ کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔ حکومت کی سرد مہری توڑنے کیلئے پہلے 1956ء میں تحریک ختم نبوت شروع کی گئی جس میں صرف لاہور میں "دس ہزار سے زیادہ فدا کاران ختم نبوت نے جام شہادت نوش کیا۔ ملک کے اطراف میں لاکھوں افراد نے جیل کی مشقت برداشت کیں لیکن اس کے باوجود یہ مسئلہ حل طلب ہی رہا اور حکومت نے اپنے تئیں اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے عوام کو دبا کر مسئلہ التواء میں ڈال دیا۔ بعد ازاں 1974ء میں دوبارہ تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا اور آخر کار عاشق رسول مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی قیادت میں تمام مذہبی و سیاسی جماعتوں کے تعاون سے مجلس عمل ختم نبوت پاکستان کی تحریک کے نتیجے میں یہ مسئلہ حل ہوا اور قادیانی مذہب کے پیروکاروں کے غلط عقائد اور اسلام دشمنی کے پیش نظر ان کو اسلامی دائرہ سے قانوناً خارج کر دیا گیا۔ اس قانون کی منظوری کے بعد قادیانی جماعت کی توجہ یورپ اور افریقی ممالک کی طرف ہو گئی اور اس جماعت نے اپنی سرگرمیوں کا مرکز لندن بنالیا اور اپنے سابق آقاؤں کے چرنوں میں پناہ لی اور لندن کے قریب اسلام آباد کے نام سے اپنا ہیڈ آفس بنالیا یورپ کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین حضرت خواجہ مولانا خان محمد صاحب، مولانا مفتی احمد الرحمان، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا عزیز الرحمان، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا ملک عبدالحفیظ، مولانا منظور احمد الحسینی، مولانا اللہ وسایا، مولانا عبداللہ عبدالرحمن یعقوب باوا کے مشورے سے طے پایا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا دائرہ کار وسیع کر دیا جائے اور اس کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سانچے میں ڈھال کر یورپ، افریقہ، امریکہ اور مشرق بعید کے ممالک میں کام کو تیز کیا جائے اس فیصلے کی روشنی میں لندن کے ویمبلے ہال میں 1985ء میں پہلی عالمی ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں تمام ممالک سے علمائے کرام کو مدعو کیا گیا اور اس کانفرنس کے فیصلے کی روشنی میں لندن میں مجلس تحفظ ختم نبوت کا مرکزی دفتر بنایا گیا اور مولانا منظور احمد الحسینی اور عبدالرحمان یعقوب باوا کو اس دفتر کا نگران مقرر کر کے یورپ اور افریقہ اور امریکہ کے پروگرام تشکیل دیئے گئے۔ افریقہ میں تقریباً چالیس ہزار افراد کو قادیانیوں کی تبلیغ نے متاثر کر دیا تھا ان تمام افراد کو دوبارہ اسلام کے حلقے میں داخل کیا گیا۔ جرمن اور امریکہ میں دفاتر قائم کئے۔ انگلینڈ کے ایک ایک علاقہ میں عقیدہ ختم نبوت کے پرچار کیلئے کانفرنسوں کا انعقاد کیا گیا۔ ان کانفرنسوں کے ذریعے عقیدہ ختم نبوت کی موثر تبلیغ ہوئی اور قادیانیت کے تیزی سے پھیلنے میں رکاوٹ ہوئی اس بنا پر فیصلہ کیا گیا کہ انگلینڈ میں ہر سال عالمی کانفرنس کا سلسلہ جاری رکھا جائے اس فیصلے کی روشنی میں اس سال ساتویں عالمی کانفرنس کے انعقاد کیلئے 16 راگست 92ء کی تاریخ مقرر ہوئی جبکہ اس مرتبہ اس سعادت کیلئے [illegible] "برمنگھم" کے علاقے کیلئے نکلا۔ کانفرنس کی [illegible] کے پیش نظر فیصلہ کیا گیا کہ اس کانفرنس کو بھرپور [illegible] کامیاب کرنے کیلئے پورے انگلینڈ میں کانفرنسوں کا جال پھیلا دیا جائے اور ان چھوٹی چھوٹی کانفرنسوں کا [illegible] ساتویں عالمی ختم نبوت کانفرنس کی تیاری پر اس پروگرام کے مطابق 23 رجولائی کو پرسٹن 24 رجولائی کو [illegible] 25 رجولائی کو ایڈنبرا 26 رجولائی کو پرتھ اور [illegible] 27 رجولائی کو مانچسٹر 28 رجولائی راچڈیل [illegible] 29 رجولائی کو کوونٹری 30 رجولائی کو ڈیوزبری 31 رجولائی [illegible] بریڈ فورڈ یکم اگست کو لیڈز 3 راگست کو ہڈرز فیلڈ میں توحید سنت کانفرنس کا انعقاد ہو چکا ہے جبکہ 3 راگست ہیرو جائے گی 4 راگست کو بولٹن 5 راگست اسٹروک اور گلاسگو 6 راگست کو آکسفورڈ اور برسٹل 7، 8، 9 راگست کو لندن 10 راگست کو پریسٹن 11، 12 راگست لیسٹر 13 راگست برمنگھم کا دورہ 14 راگست کو وولورہیمپٹن 15 راگست لیسٹر اور 16 راگست کو برمنگھم میں ساتویں عالمی ختم نبوت کانفرنس سے ان پروگراموں کا اختتام ہو گا۔ ان کانفرنسوں سے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب (کندیاں شریف والے) نائب امیر مرکزیہ مولانا محمد یوسف لدھیانوی جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی رہنما مولانا زاہد الراشدی دارالعلوم کراچی کے صدر مہتمم مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی دارالعلوم بری کے مہتمم مولانا محمد یوسف جمعیت علماء برطانیہ کے مولانا عبدالرشید ربانی مفتی محمد اسلم ماہنامہ اقرا ڈائجسٹ کے مدیر

ملتی محمد جمیل خان "جمعیت علمائے جموں و کشمیر برطانیہ کے قاری نصیر الحق دارالعلوم دیوبند ری کے مولانا محمد کمال، خاکی پوجتان مجلس ختم نبوت کے واہ منظور احمد الحسینی عبدالرحمن یعقوب باوا حافظ محمد انور برطانیہ کے علمائے کرام اور سعودی عرب کے علمائے کرام خطاب کریں گے اور عقیدہ ختم نبوت کی توضیح و تشریح اور فتنہ قادیانیت کے موضوع پر روشنی ڈالیں گے امید ہے کہ اس کانفرنس سے بہتر نتائج برآمد ہوں گے اور یورپ اور امریکہ اور جرمن وغیرہ میں عقیدہ ختم نبوت کی تبلیغ کیلئے بہترین لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔

جمعیۃ علماء ہند کی اس ایمانی جدوجہد کو کمزور کرنے اور مسلمانوں کو ان کے دین و ایمان سے محروم کرنے کی سازش میں قادیانی اور آریہ سماجی مشترکہ محاذ بنائے ہوئے ہیں

ابھی حال ہی میں انگریزی کے معروف روزنامہ "اسٹیٹس مین" نے کچھ عرصہ قبل اپنی ایک اشاعت میں اپنی نامہ نگار روہیا سیرا امینم کی ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ ضلع علی گڑھ کی تحصیل ہاتھرس میں تعلیم سے بے بہرہ مسلمانوں کو ڈرا دھمکا کر اور لالچ کے ذریعہ ہندو فرقہ پرست تنظیمیں ہندو بنانے میں مشغول ہیں اس کے ثبوت میں اس نے ہاتھرس تحصیل کے گاؤں سوجان میں ہونے والے ہولی ملن کا بھی تذکرہ کیا ہے جہاں ایک شخص کو ہندو بنایا گیا اور اس کا نام کرن سنگھ رکھا گیا۔ کرن سنگھ ایک اسکول ماسٹر ہے اب سے چھ سال قبل یہ شخص مسلمان تھا مگر اسے مرتد قادیانیوں نے لالچ دے کر قادیانی بنا لیا تھا اور مذہب اسلام کے نقطۂ نظر کے مطابق وہ اسی وقت دائرۂ اسلام سے خارج ہو چکا تھا اس کے بعد آریہ سماجیوں نے اسے مزید لالچ دے کر ہندو دھرم میں داخل کر لیا۔ اسی طرح کا ایک شخص راجیندر سنگھ ہے جو پولیس میں سپاہی ہے جس کے باپ کا نام فیاض علی مرحوم تھا فیاض علی صحیح العقیدہ اور پختہ مسلمان تھا مگر اس کا بیٹا قادیانیوں کے لالچ دلانے پر پہلے قادیانی ہوا اور بعد آریہ سماج کے مزید لالچ دلانے سے ہندو بن گیا۔

سوجان میں ۲ آریہ سماجی امری اور سورج مل بہت سرگرم ہیں علاقہ ساسنی کے ایم ایل اے ماہور کی انہیں سرپرستی حاصل ہے یہ سب لوگ مل کر اکثر و بیشتر یہ جھوٹے اور فرضی ڈرامہ بازیاں کرتے رہتے ہیں۔

جب یہ دل آزار خبر شائع ہوئی تو اس کی تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ اسکول ماسٹر کرن سنگھ کو استعمال کر کے ایم ایل اے علاقہ ساسنی کی سرپرستی میں امری اور سورج مل نے یہ ڈرامہ رچایا تھا۔ جبکہ واقعہ یہ ہے کہ ان دو افراد کے علاوہ جو پہلے ہی سے مرتد ہیں کوئی بھی اسلام چھوڑ کر ہندو مذہب میں داخل نہیں ہوا ہے ہولی کے دن سوجان کے ہولی ملن میں جو ڈرامہ کیا گیا اس کا ہیرو یہ کرن سنگھ ہی ہے، جو چھ سال قبل دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا تھا۔ مگر چونکہ ابھی تک ناواقفیت یا عصبیت کی وجہ سے ہمارے اکثر برادران وطن مرتد قادیانیوں کو ان کی تلبیس کاریوں کی وجہ سے مسلمان سمجھتے ہیں اس لئے ان کے لئے یہ امتیاز باقی نہیں رہا ہے کہ مسلمان کون ہے اور غیر مسلم کون؟

اللہ کا فضل و کرم ہے جب سے جمعیۃ علماء ہند نے اس علاقہ کے مسلمانوں پر توجہ دے کر وہاں مکاتب کا جال پھیلایا ہے وہاں کوئی ایک فرد بھی اسلام چھوڑ کر ہندو مذہب میں داخل نہیں ہوا۔ آریہ سماجیوں کے اس گڑھ میں جمعیۃ علماء ہند ایک درجن سے زائد مکتب چلا رہی ہے اور اپنے اخراجات پر مسلم بچوں کی دینی تعلیم کا انتظام کر رہی ہے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کے لئے جمعیۃ علماء ہند اور اس کے معلمین کو دو طرفہ جنگ لڑنا پڑ رہی ہے۔ ایک طرف ان کا مقابلہ خود کو مسلمان کہنے والوں تلبیس کار قادیانیوں سے ہے اور دوسری طرف آریہ سماج کے عزائم کی راہ میں وہ سد سکندری بنے ہوئے ہیں۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ جمعیۃ علماء ہند کی اس ایمانی جد و جہد کو کمزور کرنے اور مسلمانوں کو ان کے دین و ایمان سے محروم کرنے کی سازش میں۔ قادیانی اور آریہ سماجی مشترکہ محاذ بنائے ہوئے ہیں۔

بقیہ : صحابہ کرام کے واقعات

علیہ وسلم نے ان کو بلایا اور یہ فرمایا کہ :-

اَنَّكَ امْرُؤٌ فِيكَ جَاهِلِيَّةٌ۔

اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ان کو تمہارے قبضہ میں کر دیا ہے ان کو حقیر نہ سمجھو بلکہ جو خود کھاؤ وہ کھلاؤ جو خود پہنو وہ ان کو پہناؤ تو اس واقعہ میں اگر تعلیم مجاہدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود کہا جائے تو اس کی خصوصیت کی وجہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صیغے تاکید کے لئے بھی کہا جا سکتا ہے اور حضرت ابوذر غفاریؓ نے بھی اس پر عمل کیا کہ ایک مرتبہ ان کے پاس دو چادرے تھے جن کے مجموعے کو عربی میں حلہ کہتے ہیں انہوں نے ایک تو خود پہنا اور ایک اپنے غلام کو دے دیا ایک شخص نے ان کو ایک چادرے میں دیکھا تو کہا اے ابوذرؓ! یہ چادرے دونوں اگر تم رکھتے تو پورا حلہ ہو جاتا اور اچھا معلوم ہوتا حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ یہ تو تم سچ کہتے ہو لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ یہ فرمایا تھا کہ جو خود کھاؤ وہ ان کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہ ان کو پہناؤ اس سے میں اپنے اور غلام کے کھانے کپڑے میں کچھ فرق نہیں کرتا یہ تو آپ کی خصوصیت کے اعتبار سے کلام تھا اور اگر عام لیا جائے اور ظاہر بھی یہی ہے تو پھر یہ امر استحباب کے لئے اور دلیل استحباب کی وہی سابق حدیث ہے کہ کم سے کم ایک لقمہ ہی دے دیا کرو۔ تو تفاوت رکھنا تو جائز ہے لیکن یہ جائز نہیں کہ بالکل ہی رحم نہ کیا جائے اور خبر ہی نہ لی جائے۔

بقیہ : پریس کانفرنس

طرح خود کو مسلمان ظاہر کریں گے جو ان کے لیے قانوناً ممنوع ہے۔"

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۳۰ اگست ۱۹۹۲ء)

مگر اس کے باوجود سب جانتے ہیں کہ مرزائی اس سے باز نہیں آتے اور آئین کی خلاف ورزی کرتے ہیں

اور مذکورہ جلسہ میں بھی انہوں نے اس کا کھلم کھلا مظاہرہ کیا ڈھائی گھنٹے پر مشتمل آئین شکنی کے اس شو کو پاکستان میں نشر کرنا آئین شکنی نہیں تو اور کیا ہے

اسٹار ٹیلی ویژن پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سر عام توہین ہو رہی ہے اور یہ آئین کی خلاف ورزی بھی ہے میں نہیں کہتا کہ لندن میں آئین پاکستان کی حفاظت اور اس پر عمل کروانے کی حکومت پابند ہے لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ پاکستان میں اس واہیات کو نشر کرنے کی حکومت ذمہ دار ہے کیا اسلام کے نام پر ووٹ لے کر تخت شاہی پر براجمان ہونے والے وزیر اعظم صاحب وضاحت فرمائیں گے کہ یہ اسلام کی کونسی شق کی خدمت ہے کیا وہ اسلام یہی تھا جس پر وہ عمل کر رہے ہیں؟ کیا وزارت اطلاعات و نشریات اس

آئین شکنی پر اسلامیان پاکستان سے معافی مانگے گی؟ اپنے ایک سابقہ حلیف سے ٹیلی فونک خطابات کی تحقیقات کا آرڈر دینے والے وزیراعظم اس سو اطلاقی کارروائی کی بھی تحقیقات اور ذمہ داران کے خلاف کارروائی کے احکامات جاری فرمانا پسند کریں گے۔ قارئین آپ بھی دیکھئے اور میں دیکھتا ہوں کہ ہوتا ہے کیا۔

بقیہ : طب نبوی ﷺ

نے نماز کے لئے اس طریقہ طہارت اور تفریح اعضائے بدن کی یہ ترتیب رائج کی وہ نبی ﷺ کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ مسواک کی اہمیت محتاج بیان نہیں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عمل کو سقراط الموت کی سختی میں بھی نہیں چھوڑا اور اسے دین کی پاکیزگی اور رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ بتایا ہے۔ وہ عمل مسواک کا ہے۔

آج کی میڈیکل سائنس اس کی تصدیق کر رہی ہے کہ دانتوں کی صفائی کا ہضم غذا اور معدے سے بڑا تعلق ہے۔ غذا اگر اچھی طرح ہضم نہ ہو تو پرورش جسم کرنے والی اخلاط کا توازن بگڑ جائے گا اور ان کے فساد سے جگر اور دماغ بیمار ہو جائے گا۔

یہ چند باتیں تھیں علم طب کے پہلے حصے "حفظ صحت حاصلہ" کی۔ وما علینا الا البلاغ المبین۔

بقیہ : راہ خدا میں خرچ کا اجر

مال نہیں دینا چاہتے جو اپنے دل کو پسند نہ آتے وہ مال ہرگز اللہ کی راہ میں نہیں دینا چاہئے کیونکہ اللہ کو وہ مال محبوب ہوتا ہے جو انسان بے حد پسند ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ ایک کے بدلے دس دیتا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔ فرمان خداوندی ہے جو لوگ میری راہ میں میری رضا کے لئے خرچ کرتے ہیں یتیموں پر مسکینوں پر اور ان سے کسی داد وتحسین کی توقع رکھے بغیر خدا بھی ان پر اپنی رحمت کے خزانے کھول دے گا اور ان کو ایسے راستہ سے رزق دے گا ان کے وہم اور گمان میں بھی نہیں ہو گا۔

بقیہ : سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

برائے نام صحت ہو جاتی۔ ۱۶ مارچ ۶۱ء کو فالج کا شدید اثر ہوا، حملہ ہوا اور ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء کی شام کو یہ نابغۂ روزگار اور تحریک ختم نبوۃ کا سپہ سالار اعظم کلمہ طیبہ کا ورد کرتا ہوا خالق حقیقی سے جا ملا۔ تقریباً دو لاکھ افراد جنازے میں شریک ہوئے۔ ایک میل لمبا جلوس تھا۔ بڑے صاحبزادے سید ابوذر بخاری نے نماز جنازہ پڑھائی۔ انسانی عظمتوں اور شرافتوں کا یہ پیکر باغ لانگے خان کے نزدیک جلال باقری کے مشہور قبرستان میں ابدی نیند سو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اولاد

★ شاہ جیؒ کے نو بچے تھے چار لڑکے اور پانچ لڑکیاں تھیں چار لڑکیاں بچپن میں وفات پا گئیں۔ باقی بچوں کی تربیت مثالی اسلامی طریقے سے کی۔ چاروں بچے حافظ قرآن اور عربی و دینیات کے عالم بنے۔

★ شاہ جی عقیدۃً حنفی تھے لیکن تنگ نظری انہیں چھو کر بھی نہیں گزری تھی بعض ہم عصر علماء کی مانند کسی جماعت یا عالم کے خلاف محاذ بنایا نہ مخالفت برائے مخالفت کی بنیاد بنا کر کسی کی کردارکشی کی بلکہ اختلاف کے باوجود دوسروں کی خوبیوں کا کھلے دل سے اعتراف کرتے، البتہ ایسے اصحاب کو خواہ وہ بظاہر رشد وقیادت کے کسی بھی درجے پر فائز ہوں، ہرگز معاف نہ کرتے۔ جو انگریز دوست ہوتے تھے یا پھر وہ ایسے آثار و مظاہر گوارہ نہ کرتے جن سے شرک فی التوحید یا شرک فی النبوۃ کا پہلو نکلتا تھا شاہ جیؒ نے پہلے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ اور ان کی رحلت کے بعد حضرت عبدالقادر رائے پوریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ آپ زندگی گزارنے کے لئے شیخ کی صحبت ضروری سمجھتے تھے۔ اہل اللہ کے سوا کسی سے مرعوب نہ ہوتے تھے۔ آپ نے صحیح معنوں میں قلندرانہ زندگی گزاری۔ تمام عمر موٹا جھوٹا کھدر کبھی ترک نہ کیا خوراک سادہ کھاتے تھے۔

بقیہ : مقام صحابہؓ

محبت میں افراط وتفریط اختیار کرے اور صحابہؓ کو سب و شتم کرے صحابہ، تابعین اور سلف صالحین کے طریقہ کے برخلاف چلتا ہے اسے رافضی کہتے ہیں۔ خارجیوں کا حال یہودیوں کی طرح ہے جنہوں نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر تہمت لگائی اور رافضیوں کا حال نصاریٰ کا سا ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو محبت کے غلو میں ابن اللہ کہہ دیا۔ خارجی اہل بیت کی عداوت اور آل نبی کے بغض سے خوش ہیں اور رافضی اہل بیت کی محبت اور صحابہ کرام کے حق میں بدظن ہو کر سب وشتم کر کے خوش ہیں لہٰذا دونوں کا حشر یہود ونصاریٰ کے ساتھ ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا ذکر اصحابی فامسکو جب میرے صحابی کا ذکر آئے تو اپنی زبان کو سنبھال کر رکھو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے صحابی کا اللہ کی راہ میں ایک مد جو ملا بعد آنے والے شخص کے احد پہاڑ سونا خرچ کرنے سے افضل ہے حضرت عبداللہ ابن مبارک سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ میں سے کون افضل ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ وہ غبار جو حضرت امیر معاویہ کی سواری گھوڑے کی ناک میں اس وقت داخل ہوا جب حضرت امیر معاویہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر جہاد میں تھے وہ غبار حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے بہتر ہے۔ (از مکتوب ۲۰۷ دفتر اول مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ سب کے سب بزرگ ہیں ان سب کو بزرگی اور فضیلت کے ساتھ یاد کرنا چاہیئے۔ حضرت خطیبؒ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا تو میرے لئے میرے اصحاب کو پسند فرمایا۔ ان میں سے بعض کو میرے رشتہ دار اور مددگار پسند فرمائے اور ان کے حق میں جس سے مجھے محفوظ فرمایا اسے اللہ نے محفوظ کیا۔ اور جس نے ان کے حق میں مجھے ایذا دی اس نے میرے اللہ کو ایذا دی اور جو میرے اصحاب کے ساتھ محبت رکھتا ہے میری ہی وجہ سے رکھتا ہے اور جو بغض کرتا ہے وہ میری ہی وجہ سے بغض کرتا ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں امت میں بدترین وہ ہیں جو آپ کے اصحاب پر دلیر ہیں۔ طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے میرے اصحاب کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی لعنت ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر کسی صحابی کو کوئی (ایک) شخص گالی دے تو اس کا حکم شرعی قتل یا پھانسی ہے۔

اس لئے عاشق صادق کو چاہیئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستوں کو دوست رکھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھے۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

مقام مسلم آباد
صدیق آباد دیکوٹ

گیارھویں سالانہ
اعظیم الشان

ختم نبوت کانفرنس

بتاریخ:
۸، ۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء
مطابق
ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ
بروز جمعرات

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرۃ مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ
امیر مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

الحمد للہ یہ گیارھویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس سابقہ روایات کو اپنے دامن میں لیے پورے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے۔

اس کانفرنس میں نہ صرف پاکستان کے بلکہ دنیا بھر کی اہم شخصیتیں، ممتاز علماء کرام و مذہبی سکالر نامور خطیب اور تمام مکاتب فکر کے نمائندے شرکت فرمائیں گے۔

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی پرزور اپیل ہے

شعبہ نشر و اشاعت:- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان
فون نمبر ۴۰۹۷۸